غیبت یا دونوں جہاں کی مصیبت

مولانا ساجد اسید ندوی

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

غیبت
یا
دونوں جہاں کی مصیبت

تالیف

مولانا ساجد اسید ندوی

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph : (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheem.books@gmail.com
WWW.faheembooks.com

نام کتاب	:	غیبت یا دونوں جہاں کی مصیبت
تالیف	:	مولانا ساجد اسید ندوی
طابع وناشر	:	مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی
سال اشاعت	:	جنوری ۲۰۱۲ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار ایک سو
صفحات	:	48
قیمت	:	

شفیق الرحمٰن، عزیز الرحمٰن

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheem.books@gmail.com
WWW.faheembooks.com

انتساب

اس محبوب شخصیت کے نام جو عنفوان محبت میں داغ
مفارقت دے گئی

اور

اس غنچۂ ناشگفتہ کے نام جو بن کھلے مرجھا گیا۔

(جناب ماموں محمد نعیم الدینؒ اور عزیزم معظم قمرؒ)

اللہ ان کی قبروں کو اپنی بے پناہ رحمتوں سے معمور فرمائے۔ آمین!

جب نام تیرا لیجئے تب چشم بھر آوے
اس طرح سے جینے کو کہاں سے جگر آوے

فہرست مضامین

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

یہ واقعہ ہے (جسکا انکار ممکن نہیں) کہ کوئی بھی قوم یا سوسائٹی ترقی وکامرانی کے منازل طے نہیں کر سکتی جب تک کہ اسکے افراد کے باہمی تعلقات خوشگوار، وہ آپس میں ایک دوسرے سے مربوط، باہم دکھ درد میں شریک و سہیم اور شادی وغمی کے موقعوں پر ایک دوسرے کے ساتھی نہ ہوں، یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب اسلام نے اپنے ماننے والوں کو مختلف انداز میں تاکید کی ہے کہ وہ باہم مل جل کر رہیں، نبی اکرم ﷺ نے مسلم معاشرہ کی جو مثال بیان فرمائی ہے، آپسی ارتباط و تعلق کی اس سے بہتر کوئی مثال ہو ہی نہیں سکتی، آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"اَلْمُؤمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضاً۔"

"ایک مومن دوسرے مومن کے حق میں عمارت کے مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے"۔ (بخاری ومسلم)

یعنی ایک مسلمان اسلامی معاشرے کی ایک اینٹ ہے، جس طرح اینٹیں باہم مل کر ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہوتی ہیں اسی طرح مسلمان ایک دوسرے کے معاون اور دست و باز ہوتے اور باہم دیگر پیوست ہوتے ہیں۔

اور دوسرے لفظوں میں فرمایا:۔

"مَثَلُ الْمُؤمِنِيْنَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكىٰ مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعىٰ لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى"۔

"مومنوں کی مثال آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرنے میں اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و نرمی کرنے میں جسم کی طرح ہے، جب اسکے کسی ایک حصہ میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم اسکی وجہ سے بیداری اور بخار میں مبتلا رہتا ہے"۔ (بخاری ومسلم)

اسلام نے ایسے تمام امور کی مذمت و بیخ کنی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے جن سے معاشرہ میں ناچاقی و نا اتفاقی، بغض و عناد اور انتشار و عداوت کے تخموں کی آبیاری ہوتی ہو، چنانچہ

آپ کو احادیث کے ذخیرہ میں کثرت سے ﴿لیس منامن﴾ "وہ ہم میں سے نہیں"، ﴿لا یؤمن﴾ "وہ مومن نہیں" اور ﴿لا یحل لاحد﴾ "کسی کیلئے جائز نہیں" وغیرہ جیسے الفاظ ملیں گے ظاہری بات ہے کہ ان کا مقصد اسکے علاوہ اور کچھ نہیں کہ آپسی بھائی چارگی اور اخوت وہمدردی کی صاف وشفاف فضا قائم رہے اور اسکو بغض وعداوت وغیرہ کی مسموم اور زہر آلود ہوائیں ہرگز مکدر نہ کرنے پائیں۔

یہ بات کسی صاحب نظر سے مخفی نہیں کہ معاشرہ کو انتشار وافتراق سے دوچار کرنے اور افرادِ معاشرہ کے درمیان دوری پیدا کرنے میں غیبت اہم رول ادا کرتی ہے، اسی لئے شریعت نے اسکی سخت مذمت کی ہے اور اس میں مبتلا اشخاص وافراد کو شدید وعیدیں سنائی ہیں، لیکن بایں ہمہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ سماج کے اکثر افراد اسکے شکار ہیں اور نتیجۂ معاشرہ کی چولیں ہل کر رہ گئی ہیں ؎

مجالس میں غیبت کا زور اس قدر ہے — کہ آلودہ اس خون سے ہر بشر ہے

نہ بھائی کو بھائی سے یاں درگزر ہے — نہ ملا نہ صوفی کو اس سے حذر ہے

اگر نشۂ مے ہو غیبت میں پنہاں — تو ہوشیار پائے نہ کوئی مسلماں (حالی)

کتاب کی تالیف کا مقصد اس خطرناک بیماری کے مضر اور تباہ کن نتائج سے آگاہ کرنا ہے، کتاب کا موضوع اصلاً غیبت ہے، لیکن اسی کے ساتھ کوشش کی گئی ہے کہ اخلاق وکردار کے ان پہلوؤں کو بھی اجاگر کر دیا جائے جن کا زندگی سے گہرا ربط وتعلق ہے اور جن کے تئیں معاشرہ میں دانستہ یا نادانستہ طور پر غفلت وتساہل عام ہے، چنانچہ کتاب میں غیبت کی حقیقت ومضرت کی وضاحت کے ضمن میں اخلاق فاضلہ کی تکمیل کرنے والے نیز معاشرہ کو انارکی، انتشار اور بے چینی سے دوچار کرنے والے بہت سے امور کی طرف اشارہ اور رہنمائی بھی موجود ہے، اس سلسلے میں کوشش کی گئی ہے کہ ایسی ترتیب کا اہتمام کیا جائے اور ایسا تسلسل ملحوظ رکھا جائے کہ جس سے یہ سارے مواد باہم مربوط اور ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں معلوم ہوں۔

میں ان تمام لوگوں کا تہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف میں کسی قسم کا تعاون فرمایا خصوصاً برادر عزیز محمد سالک کا کہ اس کتاب کی تالیف بہت حد تک اسی کی تحریک وتحریض کا نتیجہ ہے، ساتھ ہی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی کتاب کو نافع بنا کر ذخیرۂ آخرت میں شامل فرمالے۔ آمین!

محمد ساجد اسید ندوی (مدھواپٹی، مدھوبنی)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

روحانی غذائیں

انسان مادہ اور روح کا حسین امتزاج ہے، وہ صرف مادہ ہے اور نہ صرف روح، ایک طرف تو وہ باعتبار جسم کچھ مادی ضرورتیں رکھتا ہے تو دوسری طرف باعتبار روح اسکی کچھ روحانی ضرورتیں بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کی راحت اور اسکی ترقی ونشوونما کے لئے ہر قسم کی نعمتیں اس دنیا کے چپے چپے میں پھیلادی ہیں، برسات کھیتوں کے لئے سیرابی کا بندوبست کرتی ہے اور دریاؤں اور ندیوں میں اتنا پانی بہم پہنچادیتی ہے کہ ان سے فصلوں کی آبیاری کا انتظام خوش اسلوبی سے ہوتا رہتا رہے، سردیوں میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف جمادیتی ہے، جو گرمیوں میں سورج کی تپش اور حرارت سے پگھل پگھل کر پانی بنتی رہتی ہے تاکہ دریا خشک نہ ہو پائے، ارشاد باری ہے:۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیَاحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ۔﴾ (الروم:۴۸)

”اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادل کو اٹھالاتی ہیں پھر اللہ جیسے چاہتا ہے اس بادل کو آسمان میں پھیلادیتا ہے اور اسے ٹکڑیاں بنادیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ بارش کے قطرے اس میں سے نکلتے آتے ہیں، پھر جب اللہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہے بارش برسادیتا ہے تو وہ خوش ہوجاتے ہیں۔“

اور سورۂ اعراف (آیت:۵۷) میں ہے:۔

﴿ وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ﴾

”وہی تو ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری کے طور پر بھیجتا ہے حتیٰ کہ جب وہ ہوائیں ثقیل (بھاری) بادلوں کو اٹھالاتی ہیں تو ہم ان بادلوں کو کسی مردہ علاقہ کی طرف چلاتے ہیں پھر اس سے بارش برساتے ہیں تو اس سے ہر طرح کے پھل نکالتے ہیں۔“

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

﴿ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴾۔ (الحجر ۱۹ تا ۲۲)

''اور زمین کو ہم نے بچھایا اور اسمیں پہاڑ رکھ دیئے اور اس میں ہر قسم کی چیزیں تناسب کے ساتھ اگائیں اور تمہاری معیشت (روزی) کا سامان رکھا اور انکی معیشت کا بھی جن کو تم رزق نہیں دیتے، ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس موجود ہیں اور اسے ہم مقررہ انداز کے ساتھ ہی اتارتے ہیں، اور ہواؤں کو ہم بارآور بنا کر بھیجتے ہیں، پھر آسمان سے پانی برساتے ہیں اور تم کو اس سے سیراب کرتے ہیں، ورنہ تم اس کے ذخیرہ کو جمع نہیں کر سکتے تھے۔''

مولانا آزاد علیہ الرحمہ کے لفظوں میں ''یہ وہ انتظامِ الٰہی ہے جو پروردگار عالم نے انسان کے جسم کی غذا کے لئے کیا ہے، پھر کیا اس نے انسان کی روح کے لیے کچھ نہ کیا ہوگا؟ وہ رب الارباب جو زمین کی پکار سن کر اسے پانی دیتا ہے اور جسم کی بیقراری دیکھ کر اسے غذا بخشتا ہے، کیا سرزمینِ روح ومعنی کی تشنگی (پیاس) کیلئے کچھ نہ رکھتا اور دل کی بھوک کے لئے اسکے خزانوں میں کوئی نعمت نہیں؟

وہ کہ اسکی محبت زمین کو خشک نہیں دیکھ سکتی اور درختوں کی سبز پتوں اور سرخ پھولوں کو زیبائش سے محروم نہیں رکھتا، کیا روحِ انسانی کو ہلاکت و بربادی کے لئے چھوڑ دیگا اور عالم انسانیت کا مرجھا جانا اسے خوش آئیگا؟ وہ رب العلمین جو تمہارے جسم کو غذا دیکر موت سے بچاتا ہے ممکن ہیکہ تمہاری روح کو ہدایت دیکر ضلالت سے نہ بچائے؟

نہیں! اللہ کی ربوبیت نے جس طرح جسم کے لئے زمین کے اندر طرح طرح کے خزانے رکھے ہیں اسیطرح روح کی غذا کے لئے بھی آسمانوں کی وسعت معمور ہے'' (ولادت نبوی ص ۸۔۹) چنانچہ اس نے انسانوں کی روح اور دلوں کے لئے بھی غذا اور بارانِ رحمت کا انتظام کیا، یہ انبیاء کرام علیہم السلام تھے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:۔

"مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضاً، فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ، وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا، وَأَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا أُخْرٰى إِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ، لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً، فَذَالِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذَالِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ أُرْسِلْتُ بِهٖ"

(بخاری کتاب العلم، باب فضل من علم و مسلم کتاب الفضائل، باب بیان ۔۔۔)

"اللہ تعالیٰ نے مجھے جس علم و ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال اس بارش کی طرح ہے جو کسی زمین پر برسے، اس (زمین) کا ایک حصہ عمدہ تھا، اس نے پانی کو اپنے اندر جذب کر لیا اور گھاس اور جڑی بوٹیاں اگائیں، اسکا ایک حصہ سخت تھا (جو پانی کو فوری طور پر جذب نہیں کرتا) اس نے پانی کو اکٹھا کر لیا، تو اللہ نے اس کے ذریعہ لوگوں کو نفع دیا، انھوں نے خود بھی پیا، جانوروں کو بھی پلایا اور کھیتوں کو بھی سیراب کیا، اور وہ بارش زمین کے ایک اور حصے کو بھی پہنچی جو چٹیل تھا، ایسا ہموار اور صاف جہاں پانی ہی نہ ٹھہرے، جس نے پانی اکٹھا کیا اور نہ کوئی گھاس اگائی، پس یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے دین میں سمجھ حاصل کی اور اس ہدایت سے اللہ نے نفع پہنچایا جس کے ساتھ اس نے مجھے بھیجا ہے، اس نے خود علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی سکھلایا اور اس شخص کی مثال جس نے اسکی طرف سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا (منہ موڑ لیا) اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا جس کے ساتھ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔"

اسلام کے بنیادی ارکان اور دیگر فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات دراصل روح کی غذائیں ہیں جن کا بندوبست اللہ رب العالمین نے انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ کیا۔

امراض روحانی

روزمرہ کی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ جسم انسانی مختلف قسم کے چھوٹے بڑے، متعدی اور غیر متعدی امراض سے دوچار رہتا ہے، جسم کی طرح روح کے بھی امراض ہیں، چھوٹے بھی اور بڑے بھی، متعدی بھی اور غیر متعدی بھی۔

غیبت

قباحتیں اور برائیاں :۔ روح کی بیماریوں میں ایک خطرناک بیماری غیبت ہے، کینسر وایڈز سے زیادہ تباہ کن اور طاعون (پلیگ) سے زیادہ ہلاکت خیز و ہلاکت آفریں، ایسی بیماری کہ اسکے جراثیم جس معاشرہ میں پھیل جائیں اسے تہ وبالا کر کے رکھدیں، جس سماج میں راہ پاجائیں اس کے افراد میں بغض وحسد، کینہ وکپٹ، رنجش وعداوت اور بدگمانی و بے اطمینانی کا دوردورہ ہوجائے اور نتیجۃً وہ معاشرہ تباہی و بربادی کا شکار ہوکر رہ جائے۔

علامہ یوسف القرضاوی تحریر فرماتے ہیں:۔

''اِنَّ الْغِیْبَةَ هِیَ شَهْوَةُ الْهَدْمِ لِلْآخَرِیْنَ، هِیَ شَهْوَةُ النَّهْشِ فِی أَعْرَاضِ النَّاسِ وَکَرَامَاتِهِمْ وَحُرُمَاتِهِمْ وَهُمْ غَائِبُوْنَ، اِنَّهَا دَلِیْلٌ عَلَی الْخِسَّةِ وَالْجُبْنِ لِاَنَّهَا طَعْنٌ مِنَ الْخَلْفِ، وَهِیَ مَظْهَرٌ مِنْ مَّظَاهِرِ السَّلْبِیَّةِ، فَاِنَّ الْاِغْتِیَابَ جُهْدُ مَنْ لَا جُهْدَ لَهُ وَهِیَ مِعْوَلٌ مِنْ مَّعَاوِلِ الْهَدْمِ، لِاَنَّ هُوَاةَ الْغِیْبَةِ، قَلَّمَا یَسْلَمُ مِنْ اَلْسِنَتِهِمْ اَحَدٌ بِغَیْرِ طَعْنٍ وَّلَا تَجْرِیْحٍ''۔

''غیبت دوسروں کو گرانے کی خواہش اور انکی غیر موجودگی میں ان کی عزت کو مجروح کرنا ہے، یہ خست، اور بزدلی کی علامت ہے کیوں کہ یہ پیچھے سے حملہ کرنے کے مترادف (ہم معنی) ہے، غیبت ایک منفی (Negative) نوعیت کا کام ہے کیوں کہ جس کو کوئی کام نہیں ہوتا وہ دوسروں کی غیبت کرتا ہے، علاوہ بریں وہ تباہی کا آلہ بھی ہے کہ شیدایانِ غیبت کی زبانِ طعن سے کسی کا بھی محفوظ رہنا مشکل ہی ہے'' (الحلال والحرام فی الاسلام ص ۳۰، ۳۱)

علامہ قرضاوی کی مذکورہ عبارت سے غیبت کی جو برائیاں آشکارا ہوتی ہیں وہ کچھ یوں ہیں:۔

۱۔ وہ معاشرہ کی تباہی و بگاڑ اور اس کے افراد کے درمیان ناچاقی وانتشار کا ذریعہ ہے۔

۲۔ وہ مسلمانوں کی عزت سے کھیلنے اور انکی آبرو کو پامال کرنے کا ایک خطرناک آلہ ہے۔

۳۔ وہ غیبت کرنے والے کی بزدلی اور دنائت کا آئینہ دار، اور اسکی ناکارگی و نالائقی کی علامت اور وقت کی قدر و قیمت سے اسکے ناواقف و نابلد ہونے کی دلیل و پہچان ہے۔

پہلی قباحت :۔ جہاں تک غیبت کی پہلی برائی اور خرابی کا تعلق ہے تو اسلام ہرگز اسکا

روادار نہیں ہوسکتا، اسلئے کہ اسکی تمام تر تعلیمات وہدایات کا مقصد ایک ایسے سماج اور معاشرہ کی تشکیل وتعمیر ہے، جس میں انسانوں کے آپسی معاملات اس طرح انجام پائیں کہ اس دنیا کی زندگی سب کے لئے خوشی وراحت کی جنت بن جائے اور جو ایسے تمام افکار واعمال سے پاک ہو جن کی وجہ سے انسانوں کے باہمی تعلقات بگڑ جائیں، ان کی اجتماعی زندگی میں خلل پیدا ہو جائے، اتحاد واتفاق کی کڑیاں ٹوٹ جائیں، تفرقے کا دور دورہ ہو جائے، انسان ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں اور زندگی کا امن وسکون (جو عبادت الٰہی کے قیام کے لئے ضروری ہے) برباد ہو کر رہ جائے۔

سورۂ حجرات کی ان آیات کو ذرا غور سے پڑھئے، ایک ایک حرف اور لفظ میں بس اسی حقیقت کی ترجمانی اور اسی مقصد کی تکمیل کی خواہش پنہاں نظر آئیگی۔

﴿وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا﴾

''اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو انمیں میل ملاپ کرادا کرو، پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور عدل کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں، ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں،

اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں، ممکن ہے یہ ان سے بہتر ہوں (۱) اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو، ایمان کے بعد فسق برا نام ہے اور جو توبہ نہ کرے وہی ظالم لوگ ہیں۔ اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں، اور بھید نہ ٹٹولا کرو"۔

اور بس اسی نگاہ سے ان آیات کا بھی مطالعہ کر جایئے:۔

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (آل عمران:۱۰۳تا۱۰۵)

"اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآن وسنت) کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو، جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اسکی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے، تو اس نے تمہیں بچالیا، اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے، اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آنے کے بعد بھی تفرق ڈالا اور اختلاف کیا، انہیں لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے"۔

اور:۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ○ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (نساء:۱)

(۱) چونکہ دوسری عورتوں کا مذاق اڑانا یہ عورتوں کی عام بیماری اور عادت ہے، اسلئے آیت میں صراحت کے ساتھ بطور خاص انھیں اس سے روکا گیا ہے۔

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو، جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔"

اور ذرا ان آیات کو بھی دیکھتے چلئے کہ قرآن نے ان اعمال و کردار کی طرف کس طرح رہنمائی کی ہے جو تعلقات کو خوش گوار رکھتے ہیں اور عداوت و منافرت کے باد سموم کو نسیم صبح کے جاں نواز جھونکوں میں تبدیل کر دیتے ہیں:۔

۱۔﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۔﴾ (النساء:۳۶)

"اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک و احسان کرو اور رشتہ داروں سے، یتیموں سے، مسکینوں سے، قرابت دار ہمسایہ سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی سے، راہ کے مسافر سے اور ان سے بھی جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں کرتا۔"

۲۔﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا۔﴾ (النساء:۸۶)

"اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو"

۳۔﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا۔﴾ (المجادلۃ:۱۱)

"اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرو، تو تم جگہ کشادہ کر دو، اللہ تمہیں کشادگی دیگا، اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو جاؤ تو تم کھڑے ہو جاؤ۔"

۴۔ ﴿وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا۔﴾ (النساء:۲)

"اور یتیموں کو انکے مال دے دو، اور پاک اور حلال چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو، (یعنی ایسا نہ کرو کہ ان کے مال سے اچھی چیزیں لے لو اور محض گنتی پوری کرنے کے لئے گھٹیا چیزیں ان کے

بدلے میں رکھ دو) اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال ملا کر نہ کھا جاؤ، بیشک یہ بہت بڑا گناہ ہے"۔

۵۔ ﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ﴾ (حم السجدہ:۳۴،۳۵)

"نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، برائی کو بھلائی سے دفع کرو، اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرے اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا"۔

۶۔ ﴿وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ، وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۝ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ (الشوریٰ:۳۷تا۴۳)

"(اللہ کے یہاں کا بہتر انعام) ان لوگوں کے لئے ہے جو بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں، اور غصے کے وقت (بھی) معاف کر دیتے ہیں، اپنے رب کے فرمان کو قبول کرتے ہیں، نماز کی پابندی کرتے ہیں، ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے، ہم نے انہیں جو دے رکھا ہے اس میں سے (ہمارے نام پر) خرچ کرتے ہیں، اور جب ان پر ظلم ہو تو وہ صرف بدلہ لے لیتے ہیں، اور برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے، اور جو معاف کر دے اور اصلاح کرے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے، (فی الواقع) اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا، اور جو شخص اپنے مظلوم ہونے کے بعد (برابر کا) بدلہ لے لے تو ایسے لوگوں پر (الزام کا) کوئی راستہ نہیں، یہ راستہ صرف ان لوگوں پر ہے جو خود دوسروں پر ظلم کرتے پھریں، یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے، اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے"۔

۷۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ

النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ، اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ﴾ (النساء:۵۴)

''اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انھیں ادا کردو اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے کرو! یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمہیں اللہ تعالیٰ کر رہا ہے''۔

۸۔ ﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً، فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْئًا مَّرِيْئًا۔﴾ (النساء۴)

''اور عورتوں کو ان کے مہر راضی خوشی دے دو، ہاں اگر وہ خود اپنی خوشی سے کچھ چھوڑ دیں تو اسے شوق سے خوش ہو کر کھاؤ پیؤ''۔

۹۔﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔﴾ (المائدہ:۱)

''اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو''۔

۱۰۔ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ، وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى اَلَّا تَعْدِلُوْا، اِعْدِلُوْا، هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔﴾ (المائدہ/۸)

''اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی عداوت (دشمنی) خلاف عدل پر آمادہ نہ کر دے، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے''۔

۱۱۔﴿ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔﴾

''جنت متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے، جو غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نیک کاروں سے محبت کرتا ہے''۔ (آل عمران:۱۳۴)

۱۲۔ ﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ، وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ۔﴾ (البقرہ:۲۸۲)

''اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک دوسرے سے میعادِ مقرر پر قرض کا معاملہ کرو اسے لکھ لیا کرو، اور لکھنے والے کو چاہئے کہ تمہارا آپس کا معاملہ عدل سے لکھے''۔

اور یہ ہیں بعض وہ آیتیں جو ان افعالِ قبیحہ واخلاقِ رذیلہ (برے اعمال و کردار) کی

طرف نشاندہی کر رہی ہیں جو باہمی تعلقات کو بگاڑنے والے اور نفرت و عداوت کے جذبات کو فروغ دیکر معاشرہ کو انتشار اور عدم استحکام کی صورتحال سے دوچار کرنے والے ہیں:۔

۱۔﴿ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ﴾

"چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ بدلہ ہے اسکا جو انہوں نے کیا، عذاب ہے اللہ کی طرف سے"۔ (المائدہ/۳۸)

۲۔ ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۚ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔﴾ (المائدہ ۳۳)

"جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول سے لڑیں (۱) اور زمین میں فساد کرتے پھریں انکی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا مخالف جانب سے انکے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ تو ہوئی انکی دنیا میں ذلت اور خواری اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے"۔

۳۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِىَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ ۲۷۸، ۲۷۹)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے، وہ چھوڑ دو، اگر سچ مچ ایمان والے ہو، اور اگر ایسا نہیں کرتے، تو اللہ تعالیٰ سے اور اسکے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کر لو، تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے"۔

۴۔ ﴿وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۗ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ

(۱) آیت میں جو لفظ آیا ہے وہ 'یحاربون' ہے محاربہ سے، محاربہ کا مطلب کسی منظم اور مسلح جتھے کا اسلامی حکومت کے دائرے میں یا اسکے قریب صحرا وغیرہ میں راہ چلتے قافلوں اور افراد اور گروہوں پر حملہ کرنا قتل و غارت گری کرنا، سلب ونہب، اغوا اور آبروریزی کرنا وغیرہ (تفسیر احسن البیان ص ۲۹۹)

يَّغْفِرَاللّٰهُ لَكُمْ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (النور:۲۲)

”تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے (مال دار) ہیں، انھیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو فی سبیل اللہ دینے سے قسم نہ کھالینی چاہیے، بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہیے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف فرمادے؟ اللہ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے“

۵۔﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ٥ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ، اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ٥ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ٥ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ٥ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا، اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ٥ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ٥﴾ (بنی اسرائیل ۳۳۔۳۸)

”اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے، ہرگز ناحق قتل نہ کرنا، اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مار ڈالا جائے، ہم نے اسکے وارث کو طاقت دے رکھی ہے، پس اسے چاہیے کہ مار ڈالنے میں زیادتی نہ کرے، بیشک وہ مدد کیا گیا ہے، اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ ہاں اس طریقہ سے جو بہت ہی بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کو پہنچ جائے، اور وعدے پورے کرو، کیونکہ قول وقرار کی باز پرس ہونے والی ہیں، اور جب ناپنے لگو تو بھرپور پیمانے سے ناپو اور سیدھی ترازو سے تولا کرو، یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت اچھا ہے، جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اسکی ٹوہ میں مت پڑ (بدگمانی مت کر) کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے، اور زمین پر اکڑ کر مت چل، کہ نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے، ان سب کاموں کی برائی تیرے رب کے نزدیک (سخت) ناپسند ہے“

۶۔﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (البقرۃ/۱۸۸)

"اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم وستم سے اپنا لیا کرو، حالاں کہ تم جانتے ہو"۔(۱)

۷۔﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ﴾ (النساء/۱۹)

"اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو، انہیں اسلئے روکے نہ رکھو کہ جو (مہر) تم نے انہیں دے رکھا ہے، اس میں سے کچھ لے لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی بے حیائی اور برائی کریں"۔

۸۔﴿ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ﴾ (القلم ۱۰، ۱۱)

"اور تو کسی ایسے شخص کا کہنا نہ ماننا جو زیادہ قسمیں کھانے والا، بے وقار، کمینہ، عیب گو اور چغل خور ہو"

۹۔﴿ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ﴾ (مطففین: ۱، ۲، ۳)

"بڑی خرابی ہے! ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں"

۱۰۔﴿ وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ ﴾ (الھمزہ: ۱)

"بڑی خرابی ہے! ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا، غیبت کرنے والا ہو"۔

۱۱۔﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ﴾ (المائدہ: ۹۰۔۹۱)

(۱) آیت ایسے شخص کے بارے میں ہے جس کے پاس کسی کا حق ہو اور حق والے کے پاس ثبوت نہ ہو اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر وہ عدالت یا حاکم مجاز سے اپنے حق میں فیصلہ کروا لے اور اس طرح دوسرے کا حق غصب کر لے یہ ظلم ہے اور حرام ہے عدالت کا فیصلہ اور حرام کو جائز اور حلال نہیں کر سکتا یہ ظالم اللہ کے یہاں مجرم ہوگا۔ (ابن کثیر بحوالہ تفسیر احسن البیان)

''اے ایمان والو! حقیقی بات یہی کہ شراب، جوا، تھان اور پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں ہیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو، شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ آپس میں عداوت اور بغض پیدا کروا دے اور اللہ تعالی کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے، سو اب بھی باز آجاؤ''۔

۱۲۔﴿ يَـاأَيُّهَـا الَّـذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوْا أَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ ﴾(الحجرات ۶)

''اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق شخص خبر دے تو تم اسکی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو تکلیف پہنچادو پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ''۔

قران مجید کے بعد اگر آپ احادیث کے ذخیرے کا جائزہ لیں تو آپ پائیں گے کہ اسکے بھی معتد بہ حصہ پر اسی مقصد کی تکمیل کی روح سایہ فگن ہے، پہلے ان احادیث کو پڑھئے جو رحم وکرم، محبت ومودت اور ایثار وتعاون پر ابھارتی اور ان اعمال وآداب کی طرف رہنمائی کرتی ہیں، جن سے معاشرہ میں امن وسکون اور اخوت وبھائی چارگی کی فضا قائم ہوتی ہے۔

۱۔﴿ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ ﴾(بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالی قل ادعوا اللہ)

''اس پر اللہ رحم نہیں کرتا، جو لوگوں پر مہربان نہ ہو''۔

۲۔﴿ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ ﴾

(بخاری کتاب الایمان، باب المسلم من سلم۔۔و مسلم کتاب الایمان باب بیان تفاضل۔۔)

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔

۳۔﴿ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ، إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُّحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّيْنَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ فَمَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ الدِّيْنَ فَقَدْ أَحَبَّهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰى يُسْلِمَ قَلْبُهُ وَلِسَانُهُ وَلَا يُؤْمِنُ حَتّٰى يَأْمَنَ جَارُهُ بَوَائِقَهُ ﴾ (احمد حدیث ۳۶۷۲، بیہقی ۵۰۹۴)

''اللہ تعالی نے تمہارے اخلاق کو تمہارے درمیان اسی طرح تقسیم کیا ہے، جس طرح اس نے تمہارے رزق کو تمہارے درمیان تقسیم کیا ہے، اللہ تعالی دنیا تو اس کو بھی دیتا ہے جس سے محبت کرتا

ہے اور اس کو بھی دیتا ہے جس سے محبت نہیں کرتا مگر دین صرف اسی کو عطا کرتا ہے جس سے اسے محبت ہوتی ہے، جس شخص کو اللہ نے دین عطا کیا ہے لازماً وہ اس سے محبت کرتا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، کوئی بندہ اس وقت تک مسلم نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اس کا دل اور اسکی زبان مسلم نہ ہو، اور مومن نہیں ہوسکتا ہے، جب تک کہ اس کا پڑوسی اسکی برائیوں سے محفوظ نہ رہے"۔

۴۔ ﴿مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَ یُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتُدْرِكْهُ مَنِیَّتُهٗ وَهُوَ مُؤْمِنٌ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الآخِرِ وَیَأْتِیَ النَّاسَ الَّذِیْ یُحِبُّ اَنْ یُّؤْتیٰ اِلَیْهِ۔﴾ (مسلم کتاب الامارۃ، باب الامر بالوفاء ببیعۃ۔۔۔)

"جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اسے جہنم سے نہایت دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، تو چاہیئے کہ اس کو موت اس حال میں آئے کہ خدا اور یوم آخرت پر وہ ویمان رکھتا ہو، اور لوگوں کے ساتھ اسے وہی معاملہ کرنا چاہیئے، جو وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ کریں"۔

۵۔ ﴿مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یَعْرِفْ حَقَّ كَبِیْرِنَا فَلَیْسَ مِنَّا﴾

"جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑے کے حق کو نہیں پہچانتا، اس کا تعلق ہم (مسلمانوں) سے نہیں"۔ (ابوداود، کتاب الادب ۴۹۴۳)

۶۔ ﴿مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَ مَنْ یَسَّرَ عَلیٰ مُعْسِرٍ یَسَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَةِ ،وَاللّٰهُ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ۔﴾ (مسلم کتاب الذکر والدعا ۲۶۹۹)

"جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور فرمادیگا، جس نے کسی تنگ دست اور پریشان حال پر آسانی کی، اللہ تعالی اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ اسکی پردہ پوشی فرمائیگا، اللہ تعالی بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے"۔

۸۔﴿ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ اَنْ يَّحِلَّ الدَّيْنُ فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَاَنْظَرَهٗ فَلَهٗ كُلَّ يَوْمٍ مِّثْلَيْهِ صَدَقَةٌ ﴾

”جس نے کسی تنگ دست کو ایک متعینہ مدت تک کے لئے قرض دیا، تو متعینہ وقت آنے تک قرض دینے والے کے نامۂ اعمال میں ہر دن ایک صدقہ لکھا جاتا رہتا ہے اور متعین وقت آ گیا اور وہ ادا نہ کر سکا اور قرض خواہ نے مزید مہلت دے دی تو اب ہر دن اسکے نامۂ اعمال میں دو صدقے لکھے جاتے رہیں گے“۔ (مسند احمد ۵/۳۶۰، الصحیحہ ۸۶۰)

۹۔﴿ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ ﴾ (بخاری، الادب، باب الحذر من الغضب و مسلم، البر، باب فضل من یملک نفسہ)

”طاقتور وہ نہیں ہے، جو پچھاڑ دے، اصل طاقتور (پہلوان) وہ ہے، جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے“۔

۱۰۔﴿ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، يَقُوْلُ خَيْرًا وَّيُمْنِيْ خَيْرًا ﴾ (بخاری کتاب الصلح، باب لیس الکذاب۔۔۔ و مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الکذب۔۔۔)

”وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان اصلاح کرے، بھلی بات کہے اور نیک بات پہنچائے“۔

۱۱۔﴿ لَا تَكُوْنُوْا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰكِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَكُمْ، اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَاؤُا فَلَا تَظْلِمُوْا ﴾ (ترمذی، ابواب البر والصلہ)

”ابن الوقت بن کر یہ نہ کہنے لگو کہ لوگ اگر احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ خود کو اس بات کا خوگر بناؤ کہ لوگ اگر احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور وہ بدسلوکی کریں تو ان پر ظلم نہ کرو“۔

۱۲۔﴿ اَلسَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمَسٰكِيْنِ كَالسَّاعِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَحْسَبُهٗ قَالَ كَالْقَائِمِ الَّذِيْ لَا يَفْتُرُ اَوْ كَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ ﴾

(بخاری کتاب الادب، باب الساعی علی ... و مسلم کتاب الزھد، باب الاحسان علی)

"کمزور و بے شوہر عورت اور محتاج و نادار شخص کی مدد کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا، اس شخص کی طرح ہے جو راہِ خدا میں سرگرمی دکھاتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا، ایسا شخص اس شب بیدار کی طرح ہے جو تھکتا نہیں یا اس روزہ دار کی طرح کی ہے جو روزہ کے تسلسل کو توڑتا نہیں"۔

۱۳۔﴿مَا مِنْ شَيْءٍ اَثْقَلُ فِي مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ﴾ (ترمذی، ابواب البر والصلہ ۲۰۰۴ الصحیحہ ۸۷۶)

"قیامت والے دن مومن بندے کی میزان میں اس کے اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہوگی، اور یقیناً اللہ تعالیٰ بدزبان اور بے ہودگی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے"۔

۱۴۔﴿اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلٰوةِ؟ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ۔﴾

"کیا تمہیں نہ بتاؤں کہ روزہ، صدقہ اور نماز سے بھی درجہ میں افضل چیز کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک دوسرے کے درمیان صلح کرانا اور باہم فساد ڈالنا وہ فعل ہے، جو (تمام نیکیوں کو) مونڈ دینے والا ہے"۔ (ترمذی ۲۵۱۱، ابوداؤد کتاب الادب ۴۹۱۹)

۱۵۔﴿وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ، اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔﴾

(مسلم کتاب الایمان، باب بیان انه لا یدخل الجنة الا-----)

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ مومن ہو جاؤ، اور تم مومن نہیں ہو سکتے، جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں کہ اگر تم اسے عملاً اختیار کر لو تو باہم تمہارے درمیان محبت پیدا ہو جائے؟ آپس میں سلام کو رواج دو"

۱۶۔﴿عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا يُنْزَعُ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ۔﴾ (مسلم، کتاب البر والصلہ ۲۵۹۴)

"(حضرت عائشہؓ سے فرمایا) نرم خوئی کو اپنے اوپر لازم کر لو اور سختی و درشتی اور بے حیائی سے بچتی رہو، اسلئے کہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے وہ اس کے لئے زینت کا باعث ہوتی ہے اور جس چیز سے

الگ کر لی جاتی ہے وہ شے عیب دار ہو جاتی ہے"۔

۱۷۔ ﴿لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ۔﴾

"کسی بھی اچھے کام کو حقیر مت سمجھو! اگر چہ وہ کام یہی ہو کہ تم اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی کے ساتھ ملو"۔ (مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب طلاقۃ الوجہ)

۱۸۔ ﴿ يَا اَبَاذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مَرِقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَ هَاوَ تَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ ﴾

"اے ابوذر! جب تو شوربے والا سالن پکانے لگے، تو اسکا پانی زیادہ کر دے اور اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری کر"۔ (مسلم کتاب البر والصلہ، باب الوصیۃ بالجار۔۔۔۔۔)

۱۹۔ ﴿يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ !لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسَنَ شَاةٍ ۔ ﴾

"اے مسلمان خواتین! پڑوسن اپنے پڑوسن کے لئے ہدیہ دینے کو حقیر نہ جانے چاہے وہ بکری کا کھر ہو"۔ (بخاری کتاب الادب، باب لاتحقرن۔۔۔۔ و مسلم کتاب الزکوۃ۔۔۔۔)

۲۰۔ ﴿لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِىِٔ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِىْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا۔﴾

"وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے، جو (کسی رشتہ دار کے ساتھ) احسان کے بدلے میں احسان کرتا ہے، بلکہ اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی (بدسلوکی وغیرہ) کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے"۔ (بخاری کتاب الادب، باب فضل صلوۃ العشاء فی جماعۃ)

۲۱۔ ﴿حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِيْلَ مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟قَالَ اِذَا لَقِيْتَهٗ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهٗ وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ۔﴾

"مسلمان پر مسلمان کے چھ حق ہیں۔ عرض کیا گیا کہ وہ کیا ہیں یارسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جب تو اس سے ملے تو اس کو سلام کر، جب وہ تجھے دعوت دے تو قبول کر، جب وہ تجھ سے بھلائی چاہے تو اس سے بھلائی کر، جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد اللہ کہے تو تو اسے یہ دعا دے "یرحمك الله" (اللہ تجھ پر رحم کرے)، اور جب وہ بیمار ہو جائے تو اسکی عیادت کر، اور جب اسکی وفات ہو جائے تو تو اسکے جنازہ کے ساتھ جا"۔ (بخاری کتاب الجنائز، باب الامر باتباع۔۔۔ و مسلم کتاب السلام باب من حق المسلم۔۔۔)

اور یہ وہ احادیث ہیں جو فتنہ وفساد کے بیج بونے والے، بغض وعداوت اور منافرت کو

ہوا دینے والے اور معاشرے کو بگاڑنے والے اور اسے جہنم زار بنانے والے اسباب و محرکات اور اعمال و عادات کی نشاندہی کرتی اور ان سے دور رہنے پر ابھارتی ہیں۔

۱۔﴿إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ ـــــ وَلَا يَخْطُبِ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ﴾ (بخاری کتاب النکاح ۵۱۴۳)

"بدگمانی سے بچو، اسلئے کہ بدگمانی سب سے بڑا گناہ ہے۔۔۔۔۔۔۔اور آدمی اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغام نہ دے، جب تک کہ وہ یا تو نکاح کر لے یا چھوڑ دے"۔

۲۔﴿لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ، الْإِيمَانُ وَالْحَسَدُ﴾ (نسائی، صحیح الجامع ۷۶۲۰)

"ایک بندہ کے دل میں دو چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں اور وہ ایمان اور حسد ہیں"۔

۳۔﴿أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ، هِيَ النَّمِيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ﴾

"میں تمہیں بتاتا ہوں کہ قبیح بہتان کیا ہے، یہ وہ چغلی ہے جو لوگوں کے درمیان عداوت ڈال دے"۔ (مسلم شریف کتاب البر، باب تحریم النمیمۃ)

۴۔﴿ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ ﴾ (بخاری کتاب الادب، ۶۰۵۶، مسلم ۱۵۰)

"چغل خور جنت میں نہیں جائے گا"۔

۵۔﴿ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ ﴾

"جنت میں اجڈ، اور سخت گو داخل نہ ہوگا"۔ (ابوداؤد کتاب الادب ۴۸۰۱، احمد ۴/۳۰۴)

۶۔﴿لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنًا قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ﴾ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر)

"جنت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا، جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر و غرور ہوگا، ایک شخص نے عرض کیا کہ آدمی پسند کرتا ہے کہ اسکا کپڑا اچھا ہو، اس کا جوتا اچھا ہو، آپ ﷺ نے فرمایا کبر تو حق کے مقابلہ میں اترانے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے"۔

۷۔﴿لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ﴾ (بیہقی، احمد ۳/۱۳۵)

"اس شخص میں ایمان نہیں جس میں امانت داری نہ ہو وہ شخص دین سے محروم ہے جو عہد کا پابند نہ ہو"۔

۸۔﴿ لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُم عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ، اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيرُ إِلٰى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔﴾ (مسلم کتاب البر، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ)

"ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، کسی کو دوسرے کی دشمنی اور مخالفت پر نہ اکساؤ۔ آپس میں ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے کٹو نہیں، تم میں سے کوئی کسی کی بیع (سودا) پر بیع نہ کرے، اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ تو اس پر ظلم کرے، نہ اسے بے یارو مددگار چھوڑے اور نہ اسکی تحقیر کرے، تقویٰ یہاں ہے، آپ ﷺ نے اپنے سینۂ مبارک کی طرف تین بار اشارہ کیا، کسی شخص کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے"۔

۹۔﴿ أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ ﴾

"میں اس شخص کے لئے جنت کے اندر ایک گھر کا ضامن ہوں جو لڑائی جھگڑا ترک کر دے اگر چہ وہ حق پر ہو، اور جنت کے بیچوں بیچ ایک گھر کا اس شخص کے لئے جو جھوٹ بولنا چھوڑ دے اگر چہ وہ ہنسی مذاق میں ہو اور جنت کی بلندی میں ایک گھر کا اس شخص کے لئے جو خوش خلق ہو" (ابوداؤد کتاب الادب ۴۸۵۰)

۱۰۔﴿ لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا۔﴾ (بخاری کتاب النکاح ۵۲۵۲، مسلم ۱۴۰۸)

"کوئی عورت اپنے بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے کہ اسکے پیالے کو خالی کر دے اور خود شادی کر لے، کیونکہ اسے وہی ملیگا، جو اسکے لئے مقدر ہے"۔

۱۱۔﴿ لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيكَ۔﴾

"تم اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو کہ اس طرز عمل پر اللہ اس پر رحم فرمائے اور تمہیں اس مصیبت میں مبتلا کر دے"۔ (ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ، باب لا تظھر الشماتۃ ۔۔۔)

۱۲۔﴿ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ۔﴾ (ابوداؤد، کتاب الادب، ۴۹۱۴)

''کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق منقطع رکھے، جو شخص تین دن سے اوپر تعلق منقطع رکھے گا اور اسی حالت میں اسے موت آگئی تو وہ جہنم میں جائے گا''۔

۱۳۔﴿وَمَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِه۔﴾
''جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے ایک سال تک تعلق منقطع رکھے گا، تو اسکا یہ عمل اسکا خون بہانے کے برابر ہے''۔ (ابوداؤد کتاب الادب، ۴۹۱۵۔ احمد ۴/ ۲۲۰)

۱۴۔﴿لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ اَخِيْهِ بَيْعًا فِيْهِ عَيْبٌ اِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ۔﴾
''کسی مسلمان کے لئے جو اپنے بھائی سے کوئی چیز بیچتا ہے، یہ جائز نہیں کہ اس میں کوئی عیب ہو اور اس کو بتلا نہ دے''۔ (ابن ماجہ، کتاب التجارات ۲۲۴۶۔ ارواء الغلیل ۱۳۲۱)

۱۵۔﴿مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔﴾
''جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں اور جو ہمیں فریب دے، وہ ہم میں سے نہیں''۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب من حمل علینا السلاح)

۱۶۔﴿شَرُّ الطَّعَامِ طعامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعىٰ لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِيْنُ وَمَنْ لَّمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُوْلَهُ۔﴾ (مسلم کتاب النکاح ۳۴۳۲، ابوداؤد ۳۷۴۲)۔
''سب سے برا کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں صرف مالدار بلائے جائیں اور غریب مسکین چھوڑ دیئے جائیں اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی''۔

۱۷۔﴿مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِه ، فَقَدْ اَوْجَبَ اللهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيراً يَا رَسُوْلَ اللهِ ؟ وَاِنْ كَانَ قَضِيْباً مِنْ اَرَاكٍ۔﴾ (مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع ۔۔۔۔۔)
''جو شخص کسی مسلمان کا حق جھوٹی قسم کھا کر چھین لیگا، تو ایسے شخص پر اللہ نے دوزخ واجب کر دیا اور جنت اس پر حرام کر دی ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر چہ وہ چیز تھوڑی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' اگر چہ وہ پیلو کی ٹہنی ہو''۔

۱۸۔﴿لَعَنَ اللهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ۔۔۔۔۔۔﴾ (مسلم)
''اس آدمی پر اللہ کی لعنت ہو، جو زمین کے نشانات کو بدلتا ہے''۔

۱۹۔ ﴿إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُوْنَ الآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ أَجْلِ أَنَّ ذَالِكَ يُحْزِنُهُ ...﴾۔ (بخاری ۶۲۸۸و مسلم ۲۱۸۴)

"جب تم تین آدمی ہوتو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں، یہاں تک کہ تم لوگوں میں مل جاؤ۔ اسلئے کہ ایسا کرنا اس (تیسرے آدمی) کو غمگین کردے گا"۔

۲۰۔ ﴿تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئاً إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ أَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا ...﴾

"پیر اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، ہر اس بندے کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں، جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو، سوائے اس آدمی کے کہ اسکے اور اسکے (کسی مسلمان) بھائی کے درمیان دشمنی ہو، کہا جاتا ہے ان دونوں کو مہلت دی جائے، یہانتک کہ یہ صلح کرلیں۔ (مسلم، کتاب البر والصلہ ۳۵۵۵)

دوسری قباحت:۔

اور جہاں تک ایک مسلمان کی عزت و آبرو کا سوال ہے، تو وہ شریعت کی نگاہ میں اس قدر محترم اور معظم ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عید الاضحیٰ کے دن، منیٰ میں مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا۔ ﴿إِنَّ أَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ وَدِمَائَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا۔﴾ "بے شک تمہارے اموال، تمہاری عزتیں اور تمہارے خون اسی طرح حرام ہیں، جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینے میں ہے" (بخاری کتاب الحج باب الخطبۃ ایام و مسلم کتاب الحج)

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کعبہ کی طرف دیکھ کر کہا:۔

﴿مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكِ۔﴾

"(اے کعبہ) تیری بڑائی کا کیا کہنا اور تیری حرمت کیسی عظیم ہے لیکن ایک مومن اللہ کے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ محترم ہے"۔

اور ایک روایت کے مطابق نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿اَلرِّبَا اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ بَاباً أَدْنَاهَا مِثْلُ إِتْيَانِ الرَّجُلِ أُمَّهُ وَإِنَّ أَرْبَى الرِّبَا اِسْتِطَالَةُ الرَّجُلِ فِيْ عِرْضِ أَخِيْهِ۔﴾

''سود کے بہتر دروازے ہیں، سب سے کمتر درجے کا سود ایک آدمی کا اپنی ماں سے ہم بستری کی طرح ہے، اور سب سے خطرناک سود آدمی کا اپنے مسلمان بھائی کی عزت میں زبان درازی کرنا ہے''۔

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۱۸۷۱)

ابوداؤد میں حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿مَنْ قَالَ فِی مُؤمِنٍ مَا لَیْسَ فِیْهِ اَسْکَنَهُ اللهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ﴾۔

''جس کسی نے کسی مومن کے بارے میں وہ بات کہی جو اس میں نہ تھی، تو اللہ اس کا بود و باش جہنمیوں کے میل کچیل اور کیچڑ میں کرائے گا۔ یہاںتک کہ وہ جو کچھ اس نے کہا اس سے نکل آئے''۔

اور طبرانی کے الفاظ کے مطابق:۔

﴿حَبَسَهُ اللهُ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰی یَأْتِیَ بِنَفَاذِ مَا قَالَ فِیْهِ﴾۔ (صحیح الجامع ۶۱۹۶)

یعنی ''اللہ اسے جہنم کی آگ میں روکے گا، یہاں تک کہ وہ اپنی بات صحیح ثابت کر دکھائے''۔

دیگر قباحتیں اور خرابیاں:۔

رہی تیسری اور چوتھی خرابیوں کی بات تو ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام ایک عملیت پسند مذہب ہے، حرکت و عمل اور جہد و جہاد اس کے رگ و پے میں پیوست ہیں، بزدلی، ناکارگی، بے عملی اور جد و جہد سے خالی زندگی اسے بالکل پسند نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے گداگری (فقیری کا پیشہ) کی حوصلہ افزائی نہیں کی، اس کا اندازہ آپ ﷺ کے ان ارشادات سے بخوبی ہوسکتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ﴿لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ﴾۔ ''مالداری ساز و سامان کی کثرت کا نام نہیں ہے بلکہ اصل مالداری، نفس کی مالداری ہے''۔

(بخاری کتاب الرقاق، باب الغنی غنی النفس)

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَاماً قَطُّ خَیراً مِنْ اَنْ یَّأْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدِه ، وَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ کَانَ یَأْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدِه﴾۔ (البخاری، کتاب البیوع ۲۰۷۲)

''کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے پیغمبر

حضرت داوٗدؑ اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے"۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿لَاَنْ يَّحْتَطِبَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ ، خَيْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ اَحَداً فَيُعْطِيَهٗ اَوْ يَمْنَعَهٗ۔﴾ (بخاری، کتاب البیوع ۲۰۷۴)

"تم میں سے ایک شخص لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لاتا اور اسے بیچ کر گزارہ کرتا یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے، وہ اسے دے یا انکار کر دے"۔

آپ ﷺ نے ان لوگوں کو سخت وعیدیں سنائی ہیں جو معاشی جدوجہد کی صلاحیت رکھنے کے باوجود لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کریں، آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿مَنْ سَاَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْاَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ۔﴾

"جو لوگوں سے مال میں اضافہ کرنے کیلئے سوال کرتا ہے تو وہ آگ کے انگارے کا سوال کرتا ہے (اسے اختیار ہے کہ) وہ کم طلب کرتا ہے یا زیادہ طلب کرے"۔ (مسلم، کتاب الزکوۃ، باب کراہۃ المسئلۃ)

اور فرمایا:۔ ﴿لَا تَزَالُ الْمَسْئَلَةُ بِاَحَدِكُمْ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ﴾ (بخاری کتاب الزکوۃ، باب من سال الناس تکثرا، مسلم حوالہ سابق)

"تم میں جو کوئی سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کو جاملتا ہے (تو اس حال میں اللہ سے ملے گا کہ) اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہ ہوگا"۔

نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿مَنْ سَاَلَ وَعِنْدَهٗ مَا يُغْنِيْهِ فَاِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ ، قَالُوْا وَمَا الْغِنٰى الَّذِيْ لَا تَنْبَغِيْ مَعَهُ الْمَسْئَلَةُ ؟ قَالَ قَدْرَ مَايُغَدِّيْهِ وَيُعَشِّيْهِ۔﴾ (ابوداؤد کتاب الزکاۃ)

"جس شخص نے اپنے پاس اتنی مقدار جو اس کے لئے کافی ہو، ہونے کے باوجود مانگا تو یقیناً وہ جہنم کے انگاروں میں سے اتنا ہی زیادہ طلب کر رہا ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ کفایت و مالداری کی وہ مقدار کیا ہے، جس کے ہوتے ہوئے مانگنا درست نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اتنی مقدار جو اس کے دوپہر اور شام کے کھانے کے لئے کافی ہو"۔

اسلام ہرگز اس بات کا روادار نہیں ہو سکتا کہ اس کے ماننے والے ایسے اعمال وافعال

میں ملوث ہوں جن کا ان کی دنیاوی زندگی میں کوئی بہتر اثر اور فائدہ مرتب نہ ہو۔

قرآن مجید اللہ کے سچے بندوں اور مومنین کاملین کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

﴿وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا﴾ (الفرقان:۷۲)

"(اور رحمان کے سچے بندے وہ ہیں) کہ جب کسی لغو چیز پر ان کا گذر ہوتا ہے تو شرافت سے گذر جاتے ہیں"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔ ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ (المومنون:۳)

"(کامیاب ہونے والے مومنوں کی صفت یہ بھی ہے) کہ وہ لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں"۔

اور سورۂ قصص میں فرمایا گیا ہے:۔

﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ﴾

"اور جب بیہودہ بات کان میں پڑتی ہے، تو اس سے کنارہ کر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے"۔

روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ کی دعاؤں میں اکثر یہ دعا بھی ہوتی:۔

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ الخ﴾

"اے اللہ میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں، عاجز رہ جانے سے، طاقت کے باوجود سستی اور بزدلی سے"۔ (مسلم کتاب الذکر والدعاء باب التعوذ من العجز والکسل وغیرہ)

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ﴿شَرُّ مَا فِيْ رَجُلٍ شُحٌّ هَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ﴾

"آدمی میں سب سے بری بات غم میں ڈالنے اور کڑھن پیدا کرنے والی حرص و بخیلی اور گھبرا دینے والی بزدلی ہے"۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد ۲۵۱۱۔ احمد ۲/۳۰۲)

آپ ﷺ نے لمحات حیات اور اوقات زندگی کی قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

﴿لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيْمَ أَفْنَاهُ۔﴾

"قیامت والے دن کسی بندے کے قدم نہیں ہٹیں گے (یعنی بارگاہ الٰہی سے جانے کی اجازت نہیں ہوگی) یہاں تک کہ اس نہ پوچھ لیا جائے، اس کی عمر کے متعلق کے کہ اس نے اسے کن کاموں میں ختم کیا"۔ (ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ، حدیث ۳۴۱۷)

غیبت قرآن کی نظر میں :۔

یہ اسباب ووجوہات تھیں، اور غیبت کی یہ خطرناکیاں اور خرابیاں ہیں، جنھوں نے شریعت کی نگاہ میں اسے خطرناک وقابل مواخذہ جرم اور قبیح ومذموم فعل بنادیا، چنانچہ اس نے اس کی سختی سے ممانعت کی اور اس کی شناعت وقباحت لوگوں پر واضح کی، قرآن کریم نے اس کی حرمت یوں بیان کی ﴿لَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ (تم میں کوئی کسی کی غیبت نہ کرے) اور اسکی قباحت کی طرف اس طرح توجہ مبذول کرائی ﴿اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ (کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے، تم کو اس سے گھن آئے گی۔) (الحجرات ۱۲)

صاحب فتح القدیر علامہ شوکانیؒ اس آیت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"فيه اشارة الى ان عرض الانسان كلحمه، وانه كمايحرم اكل لحمه يحرم الاستطالة فى عرضه، وفى هذا من التنفير عن الغيبة والتوبيخ لها والتوبيخ لفاعلها والتشنيع عليه مالا يخفى، فان لحم الانسان مماتنفرعن اكله الطباع الانسانية وتستكرهه الجبلة البشرية، فضلا عن كونه محرما شرعا" (فتح القدیر ج۵ ص۸۲)

"اس (مثال) میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کی عزت اس کے گوشت کے درجہ میں ہے، جس طرح اس کا گوشت کھانا جائز نہیں اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ اس کی آبروریزی کی جائے، اس (مثال) میں غیبت کی جیسی شناعت و برائی اور غیبت کرنے والے سے جس نفرت وکراہت کا اظہار ہورہا ہے وہ محتاج بیاں نہیں، کیوں کہ انسانی گوشت کھانے سے نفرت وکراہت انسان کی فطرت میں شامل اور اسکی طبیعت کا حصہ ہے چہ جائیکہ وہ شرعاً بھی حرام وناجائز ہے"

غیبت اور احادیث رسول ﷺ :۔

قرآن کریم کے اس فرمان ووضاحت کو نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشادات سے مزید پختہ ومؤکد فرمایا، غیبت کا سب سے بڑا ہتھیار اور ذریعہ زبان ہے، آپ ﷺ نے اپنی امت کو اسکی حفاظت کی شدید تاکید فرمائی، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ﴾ (بخاری ومسلم)

"جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ یا تو بھلائی کی بات کہے، ورنہ خاموش رہے"۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا:
﴿مَا النَّجَاةُ؟﴾ (نجات کس طرح ممکن ہے؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ﴿اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ﴾ (اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تمہیں اپنے اندر سالے (یعنی تمہارا فارغ وقت گھر کے اندر ہی گزرے) اور اپنی غلطیوں پر خوب روؤ''۔ (ترمذی، ابواب الزھد ۲۴۰۶ الصحیحہ ۸۸۸)

آپ ﷺ نے غیبت کے سلسلہ میں ایسی وعیدیں بیان کیں اور اسکی شناعتوں کو اس طرح واضح فرمایا کہ ان کو پڑھ کر اور سن کر انسان پر لرزہ طاری ہو جائے اور اسکے رونگٹے کھڑے ہو جائیں، اور کوئی بھی عقل مند اور عاقبت اندیش شخص اس کی جرأت نہ کر سکے۔

آپ ﷺ نے ایک مرتبہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

﴿يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ﴾ (ابوداؤد کتاب الادب ۴۸۷۹، احمد ۴۲۴/۴)

''اے وہ لوگو! جو فقط زبان سے ایمان لائے ہو اور ایمان ان کے دل میں داخل نہیں ہوا ہے تم مسلمانوں کی غیبتیں کرنی چھوڑ دو اور ان کے عیبوں کی کرید نہ کیا کرو، یاد رکھو! اگر تم نے ان کے عیب ٹٹولے تو اللہ تعالیٰ تمہاری پوشیدہ باتوں کو ظاہر کر دیگا اور اللہ جس کے پوشیدہ باتوں کو ظاہر کر دے اسے اس کے گھر ہی میں رسوا کر دیتا ہے''۔

اور ابوداؤد (کتاب الادب حدیث ۴۸۸۱) کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:۔
﴿مَنْ اَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ اَكْلَةً فَاِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا فِي جَهَنَّمَ﴾
''جس نے کسی مسلمان (کی برائی کر کے) ایک نوالہ حاصل کیا اسے جہنم میں اسی کے مثل کھلایا جائیگا''۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:۔ ﴿كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَارْتَفَعَتْ رِيحُ جِيفَةٍ مُنْتِنَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَتَدْرُونَ مَا هٰذِهِ الرِّيحُ؟ هٰذِهِ رِيحُ الَّذِينَ يَغْتَابُونَ الْمُؤْمِنِينَ۔﴾ ''ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ بدبودار ہوا چلی، آپ

ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کیسی بدبو ہے؟ یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مومنوں کی غیبت کرتے ہیں"۔ (احمد ۳۵۱/۳، غایۃ المرام ح ۴۲۹)

جب کہ مسند عبد بن حمید کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿إِنَّ نَفَرًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ اغْتَابُوا أُنَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلِذٰلِكَ بُعِثَتْ هٰذِهِ الرِّيحُ﴾ (الادب المفرد ۷۳۳، غایۃ المرام ص ۲۴۵)

"منافقوں کے ایک گروہ نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے یہ بدبودار ہوا اسی وجہ سے چلی ہے"۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ "ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص مجلس سے اٹھ کر چلا گیا، اس کے جانے کے بعد ایک دوسرے شخص نے اس کے بارے میں توہین آمیز بات کی آپ ﷺ نے فرمایا: خلال کرلو! اس نے عرض کیا کہ خلال کس وجہ سے کروں؟ میں نے گوشت تو کھایا نہیں؟ فرمایا: ﴿إِنَّكَ أَكَلْتَ لَحْمَ أَخِيكَ﴾ "تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے"۔ (طبرانی کبیر ۶۳/۳، غایۃ المرام ح ۴۲۸)

رسول اکرم ﷺ کے مولی سعد کا بیان ہے:

﴿إِنَّهُمْ أُمِرُوا بِالصِّيَامِ فَجَاءَ رَجُلٌ فِي نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فُلَانَةٌ وَفُلَانَةٌ قَدْ بَلَغَتَا الْجَهْدَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ ادْعُهُمَا فَجَاءَ بِعُسٍّ أَوْ قَدَحٍ فَقَالَ لِإِحْدَاهُمَا قِيئِي فَقَاءَتْ لَحْمًا وَدَمًا عَبِيطًا وَقَيْحًا وَقَالَ لِلْأُخْرَى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ صَامَتَا عَمَّا أَحَلَّ اللّٰهُ لَهُمَا وَأَفْطَرَتَا عَلٰى مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا أَتَتْ إِحْدَاهُمَا لِلْأُخْرَى فَلَمْ تَزَالَانِ تَأْكُلَانِ لُحُومَ النَّاسِ حَتّٰى امْتَلَأَتْ أَجْوَافُهُمَا قَيْحًا﴾

"لوگوں! (صحابہ کرامؓ) کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا، دوپہر کے وقت ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ فلاں اور فلاں (خواتین) کی حالت بری ہو رہی ہے، آپ ﷺ نے (پہلے تو) دو یا تین دفعہ اس سے اعراض کیا پھر فرمایا انہیں بلا لاؤ! (جب وہ آگئیں) تو آپ ﷺ نے برتن لا کر ایک سے فرمایا قے کرو! اس نے قے کی تو اس میں گوشت، جامد خون اور پیپ نکلا آپ ﷺ نے دوسری سے بھی ایسا ہی فرمایا، پھر فرمایا: انہوں نے روزہ تو

حلال سے رکھا اور افطار حرام سے کیا، ایک دوسرے کے پاس آئی پھر (دونوں مل کر) لوگوں کے گوشت کھاتی رہیں یہاں تک کہ ان کے پیٹ پیپ سے بھر گئے"۔ (بیہقی واحمد بحوالہ ابن کثیر)

اور آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"لَمَّا عُرِجَ بِیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ یَخْمُشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ یَاجِبْرَئِیْلُ؟ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَیَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِهِمْ." (ابوداود، کتاب الادب ۴۸۷۸)

"جب مجھے معراج کرائی گئی، تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ (ان سے) اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (یعنی غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے ہیں"۔

آپ ﷺ کا گذر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا:۔ "اِنَّهُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ، اَمَّا اَحَدُهُمَا فَیُعَذَّبُ فِی الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُعَذَّبُ فِی الْغِیْبَةِ" (ابن ابی شیبہ، صحیح الترغیب ۱۵۱) "ان دونوں (قبر والوں) کو عذاب دیا جا رہا ہے، ان کا گناہ ایسا نہیں تھا جس سے بچنا مشکل ہو، ایک کو پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہ بچنے کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے جبکہ دوسرے کا گناہ غیبت ہے"۔

غیبت اور بزرگان دین :۔

آپ ﷺ کے ان لرزہ خیز ارشادات اور چشم کشا بیانات کے بعد کس کا جگر اور کلیجہ ہوگا جو اس عمل بد کے ارتکاب کی جرأت کرے، اسی کا نتیجہ تھا کہ سلف صالحین اور ہمارے بزرگ ہمیشہ غیبت کو بنظر ذلت وحقارت دیکھتے رہے اور کوشش کی کہ ان کا دامن ہرگز بھی اس سے آلودہ نہ ہونے پائے۔

حضرت عمرو بن العاص ؓ کے بارے میں مروی ہے کہ ان کا گزر ایک مردہ خچر کے پاس سے ہوا تو انہوں نے فرمایا: آدمی اس سے پیٹ بھر کر کھا لے یہ اس کیلئے اس بات سے بہتر ہے کہ وہ مسلمان آدمی کا گوشت کھائے۔ (یعنی ان کی غیبت کرے)

ایک آدمی حسن بصریؒ سے کہا کہ آپ میرے غیبت کرتے ہیں، تو انھوں نے فرمایا:

میرے نزدیک تمہارا مرتبہ اتنا بلند نہیں کہ میں تم کو اپنی نیکیوں پر حاکم بنا دوں۔

حضرت عبداللہ بن المبارکؒ کا قول ہے کہ "اگر میں کسی کی غیبت کرنا چاہتا تو اپنے والدین کی کرتا، کیوں کہ وہ میری نیکیوں کے سب سے زیادہ حقدار ہیں"۔

ایک آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کسی شخص کی غیبت کی تو اس نے اس سے پوچھا: کیا تم نے رومیوں کے خلاف جہاد کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، پھر اس نے پوچھا: تم نے ترکیوں کے خلاف جہاد کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! تو اس نے کہا: تم سے رومی اور ترکی محفوظ رہے لیکن تم سے مسلمان بھائی محفوظ نہ رہ سکا۔ (غیبت اور مسلم معاشرے پر اس کے مضر اثرات)

آپ ﷺ کے ارشادات اور سلف صالحین کے ان اقوال وواقعات میں کیا آج کے ان مسلمان مردوں کے لئے عبرت اور نصیحت کا کوئی سامان ہے، جن کی کوئی مجلس اور محفل بھی مسلمانوں پر چھینٹا کشی، انکی آبرو کی پامالی اور ان کے عیوب کی پردہ دری سے خالی نہیں ہوتی؟ اور کیا مسلم خواتین ان سے کچھ سبق اور ہدایت حاصل کریں گی جن کے شام وسحر کے اوقات اسی مذموم مشغلہ کے زیر سایہ گزرتے ہیں، اور جن کو اپنے ذہن ودماغ کا سکون، زندگی کا لطف اور قلب کی تسلی اور تشفی بس اپنی بہنوں کی عیب جوئیوں اور ان کی عزت کے دامن تقدیس کو تار تار کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے؟

غیبت کی حقیقت:۔

حقیقی اور سچی بات تو یہ ہے کہ عموماً مسلمان اس حقیقت سے ہی واقف نہیں کہ بلاضرورت شرعی کسی شخص کے واقعی عیوب کو کھولنے اور بیان کرنے کا نام ہی غیبت ہے، نہ کہ اس پر کسی ایسے عیب کے منڈھنے کا جو فی الحقیقت اس میں موجود نہیں ہے، اور یہ وہ بات ہے کہ جو صحابہ کرامؓ کے ذہنوں سے بھی پوشیدہ ومستور ہی تھی تا آنکہ نبی کریم ﷺ نے اسکی وضاحت نہ فرمادی، جیسا کہ امام مسلم (کتاب البر والصلہ ۲۵۸۹) نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول ﷺ نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا: ﴿أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟﴾ (کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟) صحابہ کرام نے عرض کیا: ﴿اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ﴾ (اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ﴾ (اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہ کرے) آپ ﷺ سے پوچھا گیا: ﴿أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي

أَخِيْ مَا أَقُوْلُ؟﴾ (اگر میرے بھائی میں وہ چیز موجود ہو جس کا میں ذکر کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿إِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهُ﴾ (اگر اس میں وہ چیز موجود ہو جس کا ذکر تو کرے تو یقیناً تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات نہیں ہے جو تو اسکی بابت بیان کرے تو پھر تو نے اس پر بہتان باندھا ہے۔)

اس حدیث سے واضح ہے کہ کسی شخص کے خلاف اس کے پیچھے جھوٹا الزام لگانا بہتان ہے اور اسکی واقعی (پائی جانے والی) برائی کو بیان کرنا غیبت ہے۔

اس بات کی مزید وضاحت اس روایت سے بھی ہوتی ہے جسے ضیاء مقدسی نے اپنی کتاب ''احادیث مختارہ'' میں درج کی ہے حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: عربوں کا دستور تھا کہ جب وہ سفر پر نکلتے تو کچھ لوگ دوسروں کی خدمت کرتے تھے چنانچہ ایک سفر میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ ایک آدمی تھا، جو انکی خدمت کیا کرتا تھا، ایک روز جب وہ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان دونوں کا کھانا تیار نہیں ہے اور وہ آدمی سو رہا ہے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ بالکل گھر کی طرح سوتا ہے پھر انھوں نے اسے جگا کر کہا کہ تم رسول ﷺ کے پاس جاؤ اور کہو کہ ابو بکر اور عمر نے آپ ﷺ کو سلام کہا ہے اور کھانے پر بلایا ہے، وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے لوٹ کر آیا اور کہنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ان دونوں نے سالن کھا لیا ہے تو وہ دونوں حضرات گھبرائے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے آدمی بھیج کر آپ کو سالن کھانے کی دعوت دی تھی لیکن آپ ﷺ نے کہا کہ وہ دونوں سالن کھا چکے ہیں تو کس چیز کا سالن ہم نے کھایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کے گوشت کا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک میں اس کے گوشت کو تمہارے دانتوں میں دیکھ رہا ہوں یہ سن کر انھوں نے کہا: تو آپ ﷺ ہمارے لئے مغفرت کی دعاء کر دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا: وہی آدمی مغفرت طلب کریگا۔

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ نے اس شخص کے بارے میں جو بات کہی تھی (کہ یہ بالکل گھر کی طرح سوتا ہے) وہ اس کے اندر موجود تھی اسکے باوجود آپ ﷺ نے یہ حکم لگایا کہ ان دونوں نے اس کے گوشت کا سالن کھایا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیبت کرنے والے کی معافی اس شخص کے استغفار یا معافی پر موقوف ہے جس کی اس نے غیبت کی ہے نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں جسے بیہقی نے روایت کیا ہے اسکو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّمِنَ الزِّنَاقِيْلَ وَكَيْفَ قَالَ اَلرَّجُلُ يَزْنِيْ ثُمَّ يَتُوْبُ فَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُلَهُ حَتّٰى يَغْفِرَلَهُ صَاحِبُهُ﴾

"غیبت کا گناہ زنا سے سخت ہے عرض کیا گیا وہ کیسے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کر لیتا ہے مگر غیبت کرنے والے کی بخشش نہیں ہوتی ہے جب تک کہ وہ شخص جس کی غیبت کی ہے معاف نہ کر دے"۔

غیبت کے سلسلے میں یہ وضاحت بھی مناسب ہے کہ یہ بالکل ضروری نہیں کہ وہ صریح (صاف) لفظ ہی میں ہو بلکہ وہ اشارہ اور کنایہ اور محاکات (نقل) وغیرہ کے ذریعہ بھی ہو سکتی ہے، چنانچہ امام نوویؒ غیبت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ "ذکر المرء بمایکرھه سواء ذکرته باللفظ اوبالاشارة والرمز"۔ "آدمی کا ذکر اس طرح کرنا کرنا کہ وہ اسے ناگوار ہو، خواہ یہ ذکر صراحۃً کیا جائے یا رمز و اشارہ میں"۔

امام نوویؒ کی تعریف پر حضرت عائشہؓ کی اس حدیث سے استدلال ممکن ہے، جسے (ترمذی ۲۵۰۲، اور ابوداؤد ۴۸۷۵) نے روایت کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ "میں نے (ایک روز) نبی کریم ﷺ سے (انکی دوسری بیوی حضرت صفیہؓ کی بابت) عرض کیا:۔ ﴿حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَاوَكَذَا﴾ "یعنی آپ ﷺ کے لئے صفیہ کا ایسا اور ایسا ہونا کافی ہے" تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿لَقَدْقُلْتِ كَلِمَةً لَوْمُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ﴾ "تو نے ایسی بات کہی ہے کہ سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو وہ اس کا مزہ بدل دے" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔ ﴿وَحَكَيْتُ لَهُ اِنْسَانًا﴾ "یعنی میں نے آپ ﷺ کے سامنے ایک آدمی کی نقل اتاری" تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَا اُحِبُّ اَنِّيْ حَكَيْتُ اِنْسَانًا وَاِنَّ لِيْ كَذَاوَكَذَا﴾ "میں پسند نہیں کرتا کہ میں کسی کی نقل اتاروں، چاہے اس کے بدلے مجھے اتنا اتنا (ڈھیر سا مال) ملے"۔

حضرت انسؓ کی طویل حدیث اور حضرت عائشہؓ کی اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسان

کی خلقی (پیدائشی یا جسمانی) برائی ہو یا خلقی (سیرت و کیرکٹر اور عادت واطوار سے متعلق) برائی دونوں کا ذکر غیبت میں شامل ہے اسی طرح "بـمـا یـکـر ہ" کے عموم سے نسب، خاندان اور ذات وبرادری کے تعلق سے بھی جو باتیں انسان کو ناگوار گزرتی ہوں ان کا تذکرہ بھی غیبت ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ غیبت خواہ آدمی کی زندگی میں کی جائے یا اسکی وفات کے بعد، بہرصورت یکساں اور برابر ہے (ابوداؤد نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ماعز بن اسلمی ؓ کو جب زنا کے جرم میں رجم کی سزا دی گئی تو نبی ﷺ نے راہ چلتے دو آدمیوں کو ایک دوسرے سے باتیں کرتے سنا، ان میں سے ایک صاحب کہہ رہے تھے: ﴿اَلَمْ تَرَالٰی هٰذَاالَّذِیْ سَتَرَاللّٰهُ عَلَیْهِ فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهٗ حَتّٰی رُجِمَ رَجْمَ الْکَلْبِ﴾ "اس شخص کو دیکھو، اللہ نے اس (کے معاملہ) پر پردہ ڈال دیا تھا، مگر اس کے نفس نے اس کا پیچھا اس تک نہ چھوڑا جب تک یہ کتے کی موت نہ مار دیا گیا، کچھ دور آگے جا کر راستہ میں ایک گدھے کی لاش سڑتی ہوئی نظر آئی حضور ﷺ رک گئے اور دونوں آدمیوں کو بلا کر فرمایا: ﴿اِنْزِلَا فَکُلَا مِنْ جِیْفَةِ هٰذَاالْحِمَارِ﴾ "اتریئے اور اس گدھے کی لاش تناول فرمایئے ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ "هَلْ یُؤْکَلُ هٰذَا؟" "اسے کون کھائیگا؟ فرمایا: ﴿فَمَانِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ اَخِیْکُمَا آنِفًا اَشَدُّ مِنْ اَکْلٍ مِنْهُ﴾ "ابھی ابھی آپ لوگ اپنے بھائی کی عزت پر جو حرف زنی کر رہے تھے وہ اس گدھے کی لاش کھانے سے بہت زیادہ بری تھی"۔ (بیہقی ۸/۲۲۷ ایضا ابن کثیر ۴/۲۱۶ نے اسکی سند کو صحیح کہا ہے)۔

غیبت کا سننے والا بھی شریک گناہ:۔

اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ غیبت سننے والا بھی گناہ میں شریک ہوگا اگر اس نے اس کا انکار نہ کیا، اس مسئلہ کی مزید وضاحت ہم احادیث کی روشنی میں کرتے ہیں۔

معاشرہ کو غیبت سے پاک کرنے کا ایک راستہ اور طریقہ جو دراصل غیبت کے سد باب اور روک کے لئے ایک بے خطا نسخہ اور کامیاب تدبیر ہے، اسلام نے یہ اختیار کیا کہ اس نے غیبت سننے والوں کو بھی گناہ میں شریک گردانا اور ہر شخص پر ضروری قرار دیا کہ اگر اس کے سامنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی جارہی ہو، تو وہ اس کا دفاع کرے اور اسکی عزت کو پامال ہونے سے بچائے ورنہ وہ گناہ میں شریک اور مستحق عتاب الٰہی ٹھہرے گا۔

حضرت امام نوویؒ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''ریاض الصالحین'' میں اس کے بارے میں باب باندھتے ہوئے رقم فرماتے ہیں:۔

''باب تحریم سماع الغیبۃ وامر من سمع غیبۃ محرمۃ بردھا والانکار علی قائلھا فان عجز اولم یقبل منہ فارق ذلک المجلس ان امکنہ''۔

''یعنی کسی کی غیبت سننے کے حرام ہونے کا بیان اور اس بات کا حکم کہ غیبت محرمہ سنے تو اسکی تردید کرے اور بیان کرنے والے کو روکے اگر ایسا کرنے سے عاجز ہو یا اس کی بات نہ مانی جائے تو ممکن ہو تو اس مجلس سے علاحدگی اختیار کرلے''۔

ذیل کی آیت اور احادیث سے اسکی وضاحت خوب خوب ہوجاتی ہے۔

ارشاد باری ہے:۔

﴿وَاِذَارَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْ آیَاتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (الانعام:۶۸)

''جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو ہمارے حکموں میں طعن و تشنیع کر رہے ہوں تو ان سے اعراض کرلے، (یعنی ان کی مجلس سے علاحدگی اختیار کرلے) یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مصروف ہوجائیں اور اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ''۔

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:۔

﴿مَنِ اغْتِیْبَ عِنْدَهُ الْمُسْلِمُ وَهُوَ یَقْدِرُ عَلٰی نَصْرِهٖ فَنَصَرَهٗ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ فَاِنْ لَّمْ یَنْصُرْهُ وَهُوَ یَقْدِرُ عَلٰی نَصْرِهٖ اَدْرَكَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ﴾

''جس کسی کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اسکی مدد پر قادر ہو اور اسکی مدد کرے، تو اللہ اسکی دنیا اور آخرت دونوں میں مدد فرمائیگا، اگر قدرت کے باوجود اس نے اسکی مدد نہیں کی تو اللہ دنیا و آخرت میں اس سے مؤاخذہ کریگا''۔(شرح السنہ)

اور آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ اَخِیْهِ بِالْمَغِیْبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّعْتِقَهٗ مِنَ النَّارِ﴾

''جس شخص نے اپنے بھائی کے گوشت کی اسکی غیر موجودگی میں مدافعت کی، تو اللہ پر لازم

ہے کہ اسے جہنم کی آگ سے آزاد کردے"۔ (احمد ۶/۴۶۱ صحیح الجامع ۵/۲۹۰)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ﴾

'جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کردیگا"۔(ترمذی ۱۹۳۱، مسند احمد ج۶/۴۵۰، صحیح الجامع ۲۹۹۵)۔

اور ابوداؤد کتاب الادب ۴۸۸۳ میں معاذ بن انس جہنی سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿مَنْ حَمٰی مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكًا یَحْمِیْ لَحْمَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ رَمٰی مُسْلِمًا بِشَیْءٍ یُرِیْدُ شَیْنَهٗ بِهٖ حَبَسَهُ اللّٰهُ عَلٰی جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ﴾

"جو کسی مومن کی عزت وآبرو کی کسی منافق سے حفاظت کریگا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے گا جو قیامت کے دن اسکے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائیگا اور جو شخص کسی مسلمان پر تہمت لگائے گا، اس سے اسکا مقصد اسے بدنام کرنا ہو تو اللہ اسے جہنم کے پل پر روکے گا یہاں تک کہ وہ جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے نکل جائے۔"

اس احادیث کا صاف اور واضح مقتضیٰ ہے کہ کسی مسلمان کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ اسکے سامنے کسی مسلمان پر کیچڑ اچھالا جائے اور اسکی عزت وآبرو پر حرف زنی کی جائے اور وہ خاموشی سے برداشت کرلے اور اسکا دفاع نہ کرے۔

حضرت میمونؒ کے پاس کسی بادشاہ کی کچھ لوگ بدگوئی کررہے تھے اور یہ خاموشی سے سن رہے تھے رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص ان سے کہہ رہا ہے کہ تو نے ایک حبشی کا سڑا ہوا بدبودار گوشت کھایا؟ پوچھا کیسے؟ کہا غیبت کی وجہ سے فرمایا کہ غیبت تو دوسروں نے کی تھی میں نے تو اچھا یا برا کچھ بھی نہیں کہا تھا، اس شخص نے جواب دیا۔"وَكَذٰلِكَ اسْتَمَعْتَ وَرَضِیْتَ" "یعنی تم نے اس کی بدگوئی کو سنا اور راضی رہے"(ایمان وعمل از مولانا جھنڈانگری ص:۸۲)

بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت کعب بن مالکؓ کے نہ پہنچنے پر نبی اکرم ﷺ نے جب دریافت فرمایا:﴿مافعل كعب بن مالك؟﴾ "کہ کعب بن

مالک نے کیا کیا؟" اور بنو سلمہ کے ایک شخص نے ان کے بارے میں بدگمانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ﴿حبسه برداه والنظرفی عطفیه﴾ "یعنی اسکو تو اسکی خوش پوشا کی اور خود پسندی نے اس کارزار حرب وضرب میں نہیں آنے دیا" تو معاذؓ نے فوراً ان کا دفاع کیا اور اس آدمی سے کہا: ﴿بئس ماقلت﴾ "کہ تو نے بہت ہی بری بات کہی" پھر وہ رسول اللہ ﷺ سے عرض پرداز ہوئے اور فرمایا: ﴿واللہ یارسول اللہ ماعلمنا علیه الا خیرا﴾ "قسم اللہ کی! اے اے اللہ کے رسول ہم تو اس کے اندر خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے"۔

وہ صورتیں جن میں غیبت جائز ہو جاتی ہیں:۔

مذکورہ تفصیل اور وضاحت کی روشنی میں ہر شخص بخوبی اندازہ کرسکتا ہے کہ شریعت کی نگاہ میں غیبت کیسی قبیح اور مکروہ شئے ہے اور یہ کہ ایک مسلمان کی عزت وحرمت کو اس کے نزدیک کیسا عظیم مقام ومرتبہ حاصل ہے لیکن عملی اور دینی زندگی کی کچھ ضرورتیں ایسی ہیں جو شریعت کی نظر میں کسی شخص کے ذاتی تقدس وحرمت سے زیادہ عظمت وحیثیت کی حامل ہیں، بنابریں شریعت نے ایسی عظیم المرتبت ضروریات کے لئے جن کی تکمیل بغیر غیبت کے ممکن نہ ہو، اسکی اجازت دی ہے۔

امام نوویؒ کی صراحت کے مطابق اس نوعیت کی ضرورتیں چھ ہیں، جنہیں علماء نے بیان کیا ہے، ان میں سے اکثر پر اجماع ہے۔

☆ ظلم پر فریاد: مظلوم کو اس کی اجازت ہے کہ وہ حاکم وقت قاضی یا جو بھی ظالم سے اس کو حق دلوانے کی قدرت رکھتا ہو، اس کے پاس شکایت لے کر جائے اور کہے کہ فلاں شخص نے مجھ پر یہ زیادتی کی ہے علامہ القرضاوی نے اس سلسلہ میں اس آیت سے استدلال کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا﴾ (النساء: ۱۴۸)

"اللہ بدگوئی اور زبان کھولنے کو پسند نہیں کرتا الا یہ کہ کوئی شخص مظلوم ہو، اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے"۔ (اسلام میں حلال وحرام: ۲۰۱)

(۲) خلاف شرع کاموں کو روکنے کے لئے اور برائی کے مرتکب کو راہ راست پر لانے کے لئے کسی ایسے شخص سے مدد طلب کرنا، جس سے امید ہو کہ وہ اسے روک سکتا ہے اس غرض سے

آدمی اس سے کہہ سکتا ہے کہ فلاں ایسا اور ایسا کرتا ہے اسے روکئے۔

(۳) فتویٰ طلب کرنا: مثلاً کوئی مفتی سے کہے کہ میرے باپ نے ، بھائی نے ، یا میرے شوہر نے یا کسی دوسرے شخص نے مجھ پر اس طرح ظلم کیا ہے، کیا اسے اس کا حق حاصل ہے؟ (اگر نہیں ہے تو) اس سے خلاصی پانے اور اپنا حق وصول کرنے کی کیا صورت ہے وغیرہ؟ اگر چہ اس معاملہ میں بہتر یہ ہے کہ شخص کا تعین کئے بغیر پوچھا جائے کہ ایسے شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے جو یہ اور یہ کرتا ہو، لیکن اس کے باوجود تعیین (نام لینا) بھی جائز ہے اس کی دلیل حضرت عائشہؓ کی روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ:

﴿قَالَتْ هِنْدُ اِمْرَأَةُ اَبِیْ سُفْیَانَ لِلنَّبِیِّ ﷺ: اِنَّ اَبَاسُفْیَانَ رَجُلٌ شَحِیْحٌ وَلَیْسَ یُعْطِیْنِیْ مَایَکْفِیْنِیْ وَوَلَدِیْ اِلَّامَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَلَا یَعْلَمُ؟ قَالَ: خُذِیْ مَایَکْفِیْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (بخاری ۲۲۱۱ و مسلم ۱۷۱۴)

''ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں، وہ مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتے کہ مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو جائے مگر یہ کہ میں خود ان کے علم کے بغیر ان کے مال میں سے کچھ لے لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم دستور کے مطابق اتنا مال لے لیا کر جو تمہیں اور تمہارے بچوں کو کافی ہو جائے''۔

(۴) مسلمانوں کو شر سے خبردار کرنا اور ان کی خیر خواہی کرنا: اس کی کئی صورتیں ہیں، جیسے مجروح راویوں اور گواہوں پر جرح، اس سلسلہ میں امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ ''اسکی واضح ترین دلیل وہ حدیث ہے جس میں اللہ، اس کے رسول، اس کی کتاب، مسلمانوں کے ائمہ اور ان کے عوام کے ساتھ خیر خواہی کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ جھوٹے کے جھوٹ کو بیان کرنا سب سے بڑی خیر خواہی جسے اللہ، اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کے حق میں واجب کیا گیا ہے''۔

(کتاب دفع الریبہ ۲۷ بحوالہ غیبت اور مسلم معاشرہ پر اس کے مضر اثرات ۳۷)۔

اسی طرح کوئی شخص کسی سے شادی بیاہ کا رشتہ یا شرکت کا معاملہ کر رہا ہو یا کسی کے پاس امانت رکھوانا چاہتا ہو یا کسی کے پڑوس میں مکان لینا چاہتا ہو اور کسی سے اس کے متعلق مشورہ کرے، اس صورت میں اس شخص کے لئے جس سے مشورہ کیا جا رہا ہے واجب ہے کہ خیر خواہی کی

بنا پر اس شخص کا جو عیب اسے معلوم ہو وہ اسے بتا دے، صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ ابو جہم اور معاویہؓ نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے (میں کیا کروں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: معاویہ تو مفلس آدمی ہے، اس کے پاس مال ہی نہیں اور جہاں تک ابو جہم کی بات ہے تو وہ اپنی لاٹھی ہی اپنے کندھے سے نہیں رکھتا (یعنی کثرت سے سفر کرتا ہے) اور مسلم شریف کی ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ابو جہم عورتوں کو بہت مارتا ہے، اور اسی قبیل سے یہ بات بھی ہے کہ کوئی شخص طالب فقہ کو دیکھے کہ وہ فاسق یا بدعتی کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے جا رہا ہے اور اسے اندیشہ ہو کہ وہ اس کے لئے نقصان دہ ہوگا تو اس کے لئے لازم ہے کہ خیر خواہی کے ارادے سے اس کو خبردار کر دے اسی طرح اگر کوئی حاکم نااہل یا فاسق ہو تو اس کے اوپر کے حاکم سے اس کی حالت بیان کی جا سکتی ہے تا کہ وہ اس سے دھوکہ نہ کھائے اور اپنا انتظام درست کر لے۔

(۵) کوئی شخص کھلم کھلا فسق اور بدعت کا مرتکب ہو، جیسے کوئی علانیہ شراب نوشی کرے یا لوگوں کے مال ناروا طریقوں سے وصول کرے یا باطل کاموں کی سرپرستی کرے تو جائز ہے کہ علانیہ اس کی برائی کی جائے حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿إِئْذَنُوا لَهُ، بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ﴾ ''اس کو اجازت دے دو، یہ اپنے خاندان کا برا آدمی ہے''۔ جب وہ آدمی اندر آ گیا تو اس سے نرمی سے گفتگو کی اس پر حضرت عائشہؓ نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ نے اس سے نرم گفتگو کی حالانکہ آپ اس کے متعلق ایسی ایسی باتیں کہہ چکے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ وَدَعَهُ أَوْ تَرَكَهُ النَّاسُ لِاتِّقَاءِ فُحْشِهِ﴾ ''(کہ) لوگوں میں سب سے برا شخص اللہ کے نزدیک قیامت کے دن وہ ہوگا جس سے لوگوں نے اس کی فحش کلامی سے بچنے کے لئے علاحدگی اختیار کر لی ہو یا اسے چھوڑ دیا ہو'' (بخاری کتاب الادب ۶۰۳۲، مسلم کتاب البر ۷۳)

حضرت عائشہؓ سے ہی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے دو آدمیوں کے سلسلے میں فرمایا:۔

''مَا اَظُنُّ فُلَانًا وَّفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا '' (بخاری، کتاب الادب)

''یعنی میرا گمان ہے کہ فلاں اور فلاں آدمی ہمارے دین کی کسی بات کو نہیں جانتے''۔

''یعنی میرا گمان ہے کہ فلاں اور فلاں آدمی ہمارے دین کی کسی بات کو نہیں جانتے''۔
اس حدیث کے ایک راوی لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ دونوں آدمی منافقین میں سے تھے منافقین بھی چونکہ اہل فساد اور مشتبہ کردار ہی کے حامل ہوتے ہیں، اسلئے ان کی حقیقت سے بھی لوگوں کو آگاہ کرنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے تاکہ لوگ ان سے بچ کر رہیں اور ان کا دین اور دنیا خراب نہ ہو۔

(۶) اگر کسی شخص کا نام یا لقب یا وصف ایسا ہو جو بظاہر ناپسندیدہ ہو لیکن وہ اسی نام سے مشہور ہو، مثلاً (اعمیٰ) اندھا (اصم) بہرا اور (اعرج) لنگڑا وغیرہ تو اسے اس نام سے بطور تعریف نہ کہ بطور تنقیص پکارنا جائز ہے۔

علامہ یوسف القرضاوی کے لفظوں میں ''ان تمام صورتوں کے جواز کے سلسلہ میں دو باتوں کو ملحوظ رکھنا چاہیئے، ایک ضرورت اور دوسرے نیت:
جب تک غیر موجود شخص کے سلسلہ میں ناگوارہ بات کا تذکرہ کرنے کی شدید ضرورت پیش نہ آئے اس وقت تک اس دائرہ میں قدم رکھنا صحیح نہیں ہے اور جب تک اشارہ و کنایہ سے کام چلتا ہو تصریح نہ کی جائے اسی طرح جب تک عمومیت اختیار کی جا سکتی ہو، تخصیص نہ کی جائے اور کوئی ایسی بات ہرگز نہ کی جائے جو فی الواقع اس شخص میں موجود نہ ہو ورنہ بہتان ہوگا، جو حرام ہے۔
ان تمام باتوں کے سلسلہ میں فیصلہ کن چیز نیت ہے انسان خود دوسروں کے مقابلہ میں محرکات (ضرورتوں) کو بہتر طور پر جانتا ہے نیت ہی کے ذریعہ غیبت و تنقیص اور نصیحت اور برائی کی تشہیر وغیرہ کے درمیان فرق کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مومن اپنے نفس کا نہایت سختی کے ساتھ محاسبہ کرتا ہے''۔

غیبت کے اسباب اور ان کا علاج

غیبت کی حقیقت اس کی خطرناکیاں اور قباحتیں اور اس کے عواقب و نتائج وغیرہ کا گذشتہ صفحات میں ہم نے تفصیل سے مطالعہ کیا، اس کی روشنی میں ہم خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ہمیں اس کا مرتکب ہونا چاہیئے یا نہیں یا اب تک ہم اس میں ملوث رہے ہیں یا نہیں؟ حقیقت یہ کہ کوئی فرد بشر شاید ہی اس گناہ بے لذت سے محفوظ ہوگا۔
اگر ہم اب تک اس کے شکار تھے اور ہیں تو ہمیں بروقت اس سے باز آجانے کا عہد کر

لینا چاہئے، اس کیلئے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ ہم غیبت کے بعض بنیادی اسباب ومحرکات اور ان کے علاج سے آگاہ ہو جائیں:۔

ا۔غیبت کا ایک بڑا سبب اپنے غصہ کی آگ بجھانا ہے، کبھی آدمی کے حق میں کسی کی طرف سے کوئی ایسا کام ہو جاتا ہے جو اس کی غضب ناکی کا سبب بن جاتا ہے، اب جب بھی اسکا غصہ بھڑکتا ہے تو وہ اسے اس شخص کی غیبت کر کے بجھاتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ آدمی اپنے رب کا یہ فرمان یاد کرے:۔وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا۔۔۔(آل عمران:۱۳۴)''اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے، جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے۔۔۔''

اور نبی ﷺ کا یہ فرمان بھی یاد کرے ''جو شخص انتقام کی قدرت کے باوجود اپنے غصہ کو پی جائے اسے قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے بلایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ حورعین میں سے اسے اختیار دے گا پھر وہ جسے پسند کرے اس سے اس کی شادی کر دے گا''(صحیح الجامع ۶۳۹۸)

۲۔غیبت کا ایک سبب دوستوں اور احباب کی ہاں میں ہاں ملانا ہے، عموماً جب احباب کی محفل میں کسی کی برائی کی جائے تو آدمی اسلئے خاموش رہتا یا ان کی ہاں میں ملاتا ہے کہ ایسا نہ کرنا اسکے دوستوں کی ناراضگی کا سبب ہوگا، ایسے موقع پر آدمی کو آپ ﷺ کا یہ ارشاد یاد کرنا چاہئے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے ''جو شخص اللہ کی رضامندی لوگوں کی ناراضگی کے باوجود تلاش کرتا ہے اللہ لوگوں کی رنجش سے اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور جو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضامندی چاہے اللہ اس کو لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے''۔(صحیح الجامع ۵۹۷۳)

۳۔کبھی غیبت کے پیچھے یہ جذبہ کارفرما ہوتا ہے کہ خود کو برتر اور دوسرے کو کمتر ثابت کیا جائے، مثلاً آدمی کہتا ہے ''فلاں آدمی جاہل ہے اور فلاں میں فلاں خرابی ہے وغیرہ'' اس کا علاج یہ ہے کہ آدمی یہ یقین رکھے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی زیادہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے اور اس دنیا کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکھی کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔

۴۔بعض اوقات آدمی غیبت محض اسلئے کرتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے اور ان کی تفریح

کا سامان کرے، اس کا علاج یہ کہ آدمی نبی ﷺ کے اس فرمان کو یاد کرے "بربادی ہو ایسے شخص کیلئے جو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تا کہ لوگوں کو ہنسائے ، بربادی ہو اس کے لئے بربادی ہو اس کیلئے" (صحیح الجامع ۷۰۱۳)

۵۔ بسا اوقات غیبت کا محرک حسد ہوا کرتا ہے، کسی مجلس میں جب کسی ایسے شخص کی تعریف کی جاتی ہے جو لوگوں کی نگاہ میں محبوب اور پسندیدہ ہے تو ایک حاسد شخص یہ دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے اور اس شخص کی برائی اور غیبت شروع کر دیتا ہے تا کہ لوگوں کی نگاہ میں اس کے مقام و مرتبہ کو گرا دے، اس کا علاج یہ ہے کہ آدمی یہ بات یاد رکھے کہ اس کے حسد اور طعن و تشنیع کی وجہ سے محسود نہ صرف یہ کہ دنیا میں بلکہ قیامت کے دن بھی اس سے بلند مقام و مرتبہ والا ہوگا۔

۶۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے، اب وہ اپنی صفائی کیلئے ایسے شخص کا ذکر کرنا شروع کر دیتا ہے جس نے ویسا ہی کام کیا ہو، مثلاً وہ کہتا ہے کہ فلاں نے بھی ایسا کیا ہے یا کیا تھا وغیرہ حالانکہ وہ صرف اپنی براءت ظاہر کرنے کا حق رکھتا ہے، دوسرا جس نے یہ کام کیا یا اس کے ساتھ اس کام میں شریک تھا اس کا ذکر کرنے کا اسے کوئی حق نہیں ہے۔

۷۔ کبھی آدمی غیبت کا مرتکب اسلئے ہو جاتا ہے کہ وہ بزعم خود اللہ کے لئے غصہ کا اظہار کر رہا ہے، مثلاً کسی کو کوئی غیر شرعی کام کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو نام لیکر اس کے عیوب بیان کرنا شروع کر دیتا ہے جبکہ مناسب یہ تھا کہ وہ اسکا نام چھپا لیتا اور برے کام کیساتھ اس کا تذکرہ نہ کرتا۔

۸۔ فرصت اور بے کاری بھی غیبت کے ارتکاب کا سبب بنتی ہے، فارغ اور بے کار آدمی وقت گذاری کیلئے دوسروں کے عیوب بیان کرنے لگ جاتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ آدمی اپنے فارغ اوقات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت اور علم سیکھنے اور سکھانے میں لگائے اور آپ ﷺ کا یہ فرمان ذہن نشیں رکھے کہ "قیامت کے دن کسی آدمی کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکیں گے جب تک اس سے پانچ باتوں کا سوال نہ کر لیا جائے" ۔۔۔ حدیث گزر چکی ہے۔

۹۔ کبھی غیبت کا محرک اپنے ساتھ والوں کی برائی کر کے ذمہ داروں اور افسروں کا تقرب حاصل کرنا ہوتا ہے تا کہ اسے بلند مرتبہ حاصل ہو جائے، اس بیماری کا علاج یہ ہے کہ آدمی روزی کے سلسلے میں وارد آیتوں اور احادیث کو یاد رکھیں اور یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے

بغیر اسے کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا، یعنی تقدیر پر ایمان اس بیماری کا بنیادی علاج ہے۔

گذشتہ غیبت کی تلافی

ساتھ ہی گذشتہ غیبتوں کی حتی الامکان تلافی کی فکر بھی ہونی چاہیے تاکہ بروز قیامت ان کے ہلاکت خیز نتائج سے دوچار نہ ہونا پڑے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

﴿مَنْ كَانَ عِنْدَهُ لِأَخِيهِ مَظْلَمَةٌ فَلْيَتَحَلَّلْ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَّا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ وَإِلَّا أُخِذَ سَيِّئَاتُ أَخِيهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ﴾

”جس کسی نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہے (یعنی اس کی آبروریزی کی ہو یا مال وغیرہ چھین لیا ہو) تو دنیا ہی میں اس سے ظلم کی معافی و تلافی کرا لے اس دن سے پہلے ہی جب نہ دینار ہوگا نہ درہم اگر ظالم کے پاس نیکیاں ہونگی تو اس سے نیکیاں لے کر مظلوم کو دیدی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوں تو مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے“۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب القصاص یوم القیامۃ)

تلافی کی صورت یہ ہے کہ اگر ہم نے کسی مرے ہوئے آدمی کی غیبت کی ہے تو اس کے حق میں کثرت سے دعاء مغفرت کریں اور اگر کسی زندہ آدمی کی غیبت کی ہو اور وہ خلاف واقعہ بھی ہو تو ان لوگوں کے سامنے اس کی تردید کرنی چاہیئے جن کے سامنے یہ عمل انجام دیا گیا تھا، اور اگر سچی غیبت کی ہو تو اس شخص سے معافی مانگ لیں جس کی ہم نے برائی کی ہے، علماء کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ معافی صرف اس صورت میں مانگنی چاہیئے جب کہ اس شخص کو اس کا علم ہو چکا ہو ورنہ صرف توبہ پر اکتفا کرنا چاہیئے کیونکہ اگر وہ شخص بے خبر ہو اور غیبت کرنے والا معافی مانگنے کی خاطر اسے جا کر بتائے کہ میں نے تیری غیبت کی تھی تو یہ چیز اس کے لئے باعث اذیت ہوگی“۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہمیں غیبت کی خطرناکیوں اور خرابیوں کو سمجھنے اور اس سے دور رہ کر دین و دنیا کی بھلائیوں کے حصول میں مصروف رہنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین!

وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبیہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

پاکیزہ نسل اور صالح معاشرہ کیوں اور کیسے؟

از: محمد ساجد اسید ندوی

سماج ومعاشرہ کی پاکیزگی اور عزت ونسل کی حفاظت کے سلسلے میں اسلامی آداب وقوانین کے تعارف پر مشتمل ایک جامع، منفرد اور قابل مطالعہ کتاب، جس میں:

❁ **مرد کے ساتھ عورت کی تخلیق کا مقصد**:۔ پہلا مقصد۔ دوسرا مقصد۔ پہلا مقصد بھی دوسرے مقصد کی تکمیل کیلئے ہے۔ دوراستے۔ عقل کا فیصلہ؟۔ نکاح اور زنا۔ ❁ **نکاح، ترغیب و تاکید اور انتظامات**۔۔ اسلام تجرد پسندی کے مخالف ہے۔ تجرد پسندی کے نقصانات ونتائج۔ جدید تحقیقات۔ اسلام میں نکاح کی ترغیب وتاکید۔ نکاح اور سلف صالحین۔ نکاح سے قبل منگیتر کو دیکھ لینے کی ہدایت اور اس کی حکمت۔ لڑکی سے اجازت لینے کا حکم اور اس کا طریقہ۔ ایک سے زائد اور بیک وقت صرف چار عورتوں کی اجازت اور اسکی مصلحت۔ عورتوں کیلئے یہ اجازت کیوں نہیں؟۔ تنگدستی نکاح کی راہ میں حائل نہ ہو۔ انتخاب وکفاءت کا معیار۔ کچھ عملی نمونے۔ ایک قرآنی مثال (حضرت موسیٰ کی شادی)۔ حضرت سعید بن مسیب کا واقعہ۔ بہترین حق مہر۔ آسان نکاح کی چند مثالیں۔ موجودہ مسلمانوں کا طرز عمل۔ نام نہاد ذات وبرادری کا چکر۔ لڑکیوں کی کمائی کھانے والے۔ زندگی کا مغربی تصور۔ خوب سے خوب تر کی تلاش۔ گرانقدر مہر کی مصیبت۔ جہیز کی لعنت۔ ❁ **زنا، حرمت اور سزا**:۔ فکر آخرت اور احتساب کی دعوت۔ اسلامی تعلیمات کا اثر مسلم معاشرہ پر۔ زناکاری پر دنیوی وعیدیں۔ زنا اسلاف کی نگاہ میں۔ حیا اور غیرت کے مادوں کو تحریک۔ حیا اور غیرت کی چند مثالیں۔ عبرتناک واقعات۔ قذف کی سزا اور اس کی حکمت۔ لعان کا حکم اور اس کی مصلحت۔ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی سزاؤں میں فرق کی حکمت۔ اسلامی حدود کی کیا ضرورت تھی؟۔ سزائے رجم کے سلسلے میں ایک جدید نظریہ۔ ❁ **جنسی تسکین کے غیر فطری ذرائع اور ان کی حرمت**۔ اغلام بازی اور ہم جنس پرستی۔ اس فعل بد کی تاریخ۔ اسلامی شریعت میں ہم جنس پرستی کا حکم۔ عورت کے پچھلے حصے میں وطی۔ عورتوں کا باہم لطف اندوز ہونا۔ مشت زنی کا حکم۔ مشت زنی کے طبی نقصانات۔ ❁ **عورت ومرد کے تعلقات کی بعض ناجائز شکلیں**:۔ نکاح متعہ۔ نکاح حلالہ۔ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح۔ گواہوں کے بغیر نکاح۔ بدکار مرد وعورت سے نکاح ❁ **اسباب ومحرکات (زنا) پر قدغن**:۔ محرمات کی تعیین اور ان سے نکاح کی حرمت۔ محرمات سے نکاح کی سزا۔ عورتوں کے دائرہ عمل کی تحدید۔ عورتوں پر اسلام کا احسان یا ظلم؟۔ عورت کی انسانی حیثیت کا اعتراف۔ دینی حیثیت سے عورت ومرد کی برابری۔ عورت کے معاشرتی، معاشی اور تمدنی حقوق۔ عورتوں کے طبعی فرائض اور ان کا تقاضہ۔ دانشوران یورپ کا اعتراف۔ اسلام میں عورت کی حکمرانی ناجائز۔ بوقت ضرورت گھر سے نکلنے کی اجازت۔ عورت کی ملازمت کا مسئلہ۔ ۱۔ پردہ کا حکم۔ پہچانی جائیں کہ ان کو چھیڑی نہ جائیں گی۔ چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ؟۔ مکمل پردہ دار کامل لباس؟۔ عورتوں کو پردہ کروانا مرد کی ذمہ داری ہے۔ بے پردگی کے بعض طبی نقصانات۔ پردہ عورت کی ترقی میں رکاوٹ ہے؟۔ ۲۔ خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔ ۳۔ چلتے ہوئے پیروں سے آواز نہ پیدا کریں۔ ۴۔ محرم کے بغیر سفر کی ممانعت۔ ۵۔ مردوں سے اختلاط نہ ہو۔ اختلاط کی تباہی۔ ۶۔ شوہر کی اجازت کے بغیر نکلنے کی ممانعت۔ ۷۔ آنکھوں کی حفاظت کا حکم۔ ٹی وی ویڈیو۔ تصاویر پر مشتمل اخبارات کا حکم۔ امرد (بے ریش لڑکوں) کو دیکھنے کا حکم۔ نگاہوں کی حفاظت کے فوائد۔ کان آنکھوں کے حکم میں۔۔۔ ❁ **دیگر تدبیریں اور ہدایات**:۔ ۱۔ مخنثوں سے دور رہنے کا حکم ۲۔ بچوں کے بستر الگ کر دینے کا حکم ۳۔ بچوں نے۔۔۔ الگ کر دینے کا حکم ۳۔ مرد مرد کی اور عورت عورت کی شرمگاہ نہ دیکھے۔ ۴۔ بے ستری سے اجتناب کا حکم۔ ۵۔ گھروں میں داخلہ سے قبل اجازت طلب کی جائے۔ ۶۔ غیر محرم عورت کو چھونے کی حرمت۔ ۷۔ غیر محرم کے ساتھ خلوت کی ممانعت۔ غیر مردوں کے ساتھ گفتگو میں لچک نہ ہو۔ ۔۔۔ ازخود لگنے کی ممانعت۔ لمبی مدت تک بیوی سے دور رہنے کی ممانعت۔ بیوی شوہر کے بلانے پر ضرور حاضر ہو۔ شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے اور کسی کو گھر میں داخل کرنے کی ممانعت۔ عورت شوہر کے سامنے کسی اجنبی عورت کے اوصاف نہ بیان کرے۔ عورت کیلئے عام حماموں میں جانے کی ممانعت۔ جب کسی عورت پر نظر پڑ جائے اور۔۔۔ عورت کو بناؤ سنگھار اور صفائی کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور مردوں کو بھی۔ طلاق اور خلع ناپسندیدہ؟

اوران جیسے دیگر عناوین کے ساتھ "مغربی تہذیب وافکار" اور پھر اسکے "خطرناک اثرات ونتائج" پر بھرپور اور بصیرت افروز روشنی ڈالی گئی ہے۔

ہر فرد کی ضرورت، خطباء ومقررین اور طلباء کیلئے خصوصی سوغات۔